REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ و علی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP - 23

جلد ۴۴ — شمارہ ۴۷

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک ۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516.

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۳۵۱۹

۲۹ جمادی الثانی ۱۴۱۶ ہجری — ۲۳ نبوت ۱۳۷۴ ہش — ۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۱ نومبر (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

بشیر

جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شئے میں نہیں ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شئے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کی طرف راغب رہتی ہے ہاں مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے تب کوئی خارق عادت امر ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھا بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہوگیا۔ اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا حکم دیا کہ واپس آکر میں تم کو ضرور پھانسی دوں گا اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے اس نے جواب دیا۔ ہنوز دلی دور است جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا تو انہوں نے پھر عرض کی مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے پاس آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگوں نے اس بزرگ کی خدمت میں عرض کی کہ اب تو بادشاہ شہر میں داخل ہونے لگا ہے یا داخل ہوگیا ہے مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است اسی اثنا میں خبر آئی کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ منجانب اللہ معلوم ہو چکا تھا۔

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا اور حکم ہوا کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی جب وہ دن آیا تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوئے تھے اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رو دیا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا اور پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اس نے اپنا خیال عرض کیا اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا کہ تم غم مت کھاؤ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مار کھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر اس کو نیچے گرا دیا ہے چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا اور ایسا سخت بیمار ہوا کہ اسی بیماری میں مر گیا۔

یہ تصرفات الٰہی ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتے جب وقت آجاتا ہے تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے۔ سب دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے اس کے اذن کے بغیر تو کوئی جان بھی نہیں نکل سکتی خواہ کیسے ہی شدید عوارض ہوں ناامید ہونے والا بت پرست سے بھی زیادہ کافر ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۶-۲۷)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے ۱۰۴ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل، بدھ، جمعرات کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ احباب اس روحانی جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں نیز جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان

جرمنی کے دور دراز شہروں میں حضور ایدہ اللہ کی تبلیغی و تربیتی مصروفیات

حضور ایدہ اللہ جماعت جرمنی کی مختلف جماعتوں میں تشریف لیجاکر احباب سے ملاقاتیں اور تبلیغی نشستوں

میں شمولیت فرماتے رہے۔ میونخ، کاسل، کولون اور ہمبرگ ریجنوں میں مختلف اقوام کے ساتھ آٹھ تبلیغی نشستیں اور سینکڑوں افراد کا قبول حق

قسط نمبر ۲

(نوٹ: قسط نمبر ا بدر ۲۶ اکتوبر میں ملاحظہ فرمائیں)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی کے بعد مزید دس دن جرمنی میں قیام فرمایا اور جرمنی کے دور دراز علاقوں میں تشریف لے جاکر احباب جماعت کو شرف ملاقات عطا فرماتے رہے۔ کئی آٹھ تبلیغی نشستوں میں شرکت فرمائی اور مختلف اقوام تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا نیز اسلام اور جماعت کے بارہ میں غلط فہمیوں کی وضاحت فرمائی اور جگہ جگہ سلسلہ احمدیہ میں فوج در فوج داخل ہونے والے متعدد احباب سے دستی بیعت لی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بالعموم ایک شہر سے دوسرے شہر کا طویل سفر کر کے تشریف لے جاتے اور وہاں پہنچتے ہی تقریب میں رونق افروز ہو جاتے اور گھنٹوں سوال و جواب میں مصروف رہ کر رات گئے فارغ ہوتے اور اپنی قیام گاہ پر رات کے بارہ بجے اور کبھی ایک بجے پہنچتے اور کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد نماز فجر سے اگلے روز کی مصروفیات کا آغاز فرما دیتے الحمد للہ اللھم زد فزد و بارک لہ فی عمرہ و صحتہ و اوقاتہ اٰمین

اس سے قبل اخبار احمدیہ میں حضور انور ایدہ اللہ کے حالیہ دورہ جرمنی کے ابتدائی چھ ایام مورخہ ۶ ستمبر سے ۱۱ ستمبر ۱۹۸۵ء تک کی رپورٹ پیش کی جا چکی ہے بقیہ ۹ ایام مورخہ ۱۲ ستمبر سے ۲۰ ستمبر کی رپورٹ ان سطور کے ذریعہ ہدیہ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

میونخ ریجن میں ورود مسعود:۔

مورخہ ۱۲ ستمبر کی صبح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد نور فرانکفورٹ میں احباب جماعت سے ملاقاتیں فرمائیں اور دفتری امور سرانجام دیئے اور نماز ظہر و عصر کے بعد ساڑھے تین بجے سہ پہر حضور انور مع اہل قافلہ میونخ ریجن کے دو روزہ دورے پر روانہ ہوئے اور ساڑھے تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے رات پونے ۸ منٹ پر جماعت احمدیہ کیمپٹن کے زیر انتظام KAUFBEUREN شہر کے GALONZ HAUS میں پہنچے۔ دو بچوں نے گلدستے پیش کر کے حضور سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ حضور نے ان بچوں کو پیار کیا اور احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے ہال کے ایک کمرے میں تشریف لے گئے چونکہ نشست کی تیاری ہو چکی تھی۔ حضور انور چند منٹ بعد اس وسیع اور خوبصورت ہال میں جلوہ افروز ہوئے جہاں سب مہمان آپ کے منتظر تھے یہ نشست خصوصیت سے ٹوگو کے فرنچ زبان بولنے والے مہمانوں کے لئے ترتیب دی گئی تھی۔ چنانچہ اس تقریب میں ترجمانی کے فرائض امیر و مشنری انچارج ری پبلک آف بنین جناب چوہدری صفدر نذیر صاحب اور فرنچ ڈیسک جرمنی کے انچارج محترم نورانی صاحب نے سرانجام دیئے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ اس کے فرنچ ترجمہ کے بعد ٹوگو کے ایک احمدی دوست محترم عبدالکریم صاحب نے عربی زبان میں ایک قصیدہ پیش کیا اور رات بجکر پچاس منٹ پر سوال و جواب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

حاضرین نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ سوال کئے اور پوری دلچسپی اور انہماک سے جوابات سنے اسلام کی ابتدائی تاریخ، مسیح ناصری اور مسیح موعود اور امام مہدی کے مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت، خاتم النبیین کے معانی کے بارہ میں خصوصیت سے سوالات ہوئے۔

ایک ٹوگو دوست نے بار بار سوال کرتے ہوئے امام مہدی کے مقام ان کی حیثیت اور ان کے کام کے بارہ میں وضاحت چاہی۔ حضور نے بڑے تحمل کے ساتھ انہیں ہر پہلو سے سمجھایا اور ان کی تشنگی دور کرنے کی کوشش فرمائی۔ انہوں نے سوال در سوال کیا کہ میرے سوال کا مقصد یہ تھا کہ مسیح اور مہدی کا مقام کیا ہوگا حضور نے برجستگی سے فرمایا وہ مقام جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کو دیا ہے صحیح مسلم میں امام مہدی کو چار مرتبہ نبی اللہ کہا حضور نے فرمایا کہ جب نبی نے آنا ہی ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ کی امت کے لئے آپ کی امت سے ہی آنا چاہیئے نہ کہ دوسری امت سے ادھار لیا ہوا مسیح۔ حضور نے مزید وضاحت فرمائی کہ جس طرح موسوی مسیح نے موسوی شریعت کو تبدیل نہ کیا اسی طرح اس مسیح نے بھی قرآن کو تبدیل نہ کرنا تھا نہ کیا خاتم النبیین کے معانی بیان فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس کے جو معانی ہمارے نزدیک ہیں بالکل وہی معانی کو غیر بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ کسی بھی ملاں سے پوچھو کہ خاتم النبیین آچکے ہیں تو کہے گا ہاں، پھر پوچھو کہ عیسیٰ نبی اللہ آنے والے ہیں تو بھی کہے گا ہاں گویا وہ کان کو سیدھے رخ کی بجائے الٹی طرف سے پکڑتے ہیں۔ پھر حضور نے خاتم کے لفظ کی وضاحت فرمائی کہ یہ لفظ تو بہترین کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بہترین نبی ہی خاتم النبیین ہو سکتا ہے۔

حضور نے مثالیں دیں اور پوچھا کہ کیا مشہور عربی شاعر متنبی جسے خاتم الشعراء کہا اور لکھا گیا کے بعد کوئی شاعر نہیں ہوا کیا حضرت علی کے بعد کوئی ولی نہیں ہوا۔ اسی طرح ابو علی سینا کو خاتم الاطباء کہا گیا مگر آج تک طبیب ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

حج نہ کرنے کے بارے میں ایک سوال ہوا تو حضور نے فرمایا احمدی خود تو اس سے کبھی نہیں رکے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالت انصاف نے نہ صرف حج کیا بلکہ وہاں شاہی مہمان کی حیثیت سے قیام فرمایا۔ ہاں ہمیں روکا جاتا ہے، اور روکا تو آنحضور کو بھی گیا تھا بلکہ نوع انسانی کی تاریخ میں سب سے پہلے آپ کو ہی روکا گیا۔ ایک دوست امام مہدی کے بارے میں ہر قسم کے دلائل سن چکے تو بڑے جوش سے پوچھنے لگے تو پھر وہ کہاں ہیں حضور نے فرمایا۔ اگر آپ سے کوئی عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پوچھے کہ وہ کہاں ہیں تو آپ کیا جواب دیں گے۔ وہی جواب امام مہدی کے بارہ میں ہے کہ وہ اپنی بعثت کے بعد اپنا مشن مکمل کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو چکے ہیں (باقی صفحہ ۱۱ پر)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان

PHONE - 0452 - 649

پروپرائٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

ارشاد ہوٹی ؐ
لاؤ وصیت تم لواثہ
(وارث کیلئے وصیت منع ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
فون نمبر:
۲۲ ۲۷۸۵
۲۷۰۱۶۴
۲۳۰۷۹۴

خطبہ جمعہ

جس تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے
اسی تیزی سے مالی تقاضے بھی بڑھ رہے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
فرمودہ ۱۸ اگست ۱۹۹۵ء مطابق ۱۸ ظہور ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ" (سورہ فاطر: ۳۰)

پھر فرمایا:-

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں عطا فرمایا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں "رَزَقْنٰھُمْ" ہر قسم کی وہ نعمتیں یا خواہ ضروریہ جو کچھ بھی ہم نے ان کو عطا فرمایا پہلے اس میں صلاحیتیں بھی شامل ہیں، آنکھیں، ناک، کان، قوت شامہ قوت فکریہ ہر قسم کی صلاحیتیں جن سے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ لفظ "مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ" کے تابع ہیں کہ جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے ان میں سے ہر اس چیز میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ "سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً" چھپ کے بھی اور ظاہر طور پر بھی "یَرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ" ایک ایسی تجارت چاہتے ہوئے جو کبھی ہلاک نہیں ہوگی ایسی تجارت، جو لا متناہی ہے جس کا فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔ بہت سی دنیا کی تجارتیں پنپتی ہیں، نشوونما پاتی ہیں، پھر ایک شخص کی زندگی میں نہیں تو اس کی اولادوں کی زندگی میں ہی تباہ و برباد ہو جاتی ہیں کسی کو بھید نہیں ملتا کہ کیا ہوا۔ لیکن یہ ایسی تجارت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ نہ ہلاک ہونے والی، نہ ضائع ہونے والی، کبھی نہ ختم ہونے والی تجارت ہے یہ وہ چاہتے ہیں۔

اس مضمون میں بھی جیسا کہ پہلے میں نے بیان کیا تھا۔ انفاق فی سبیل اللہ کے مضمون کو بعض دوسری نیکیوں کے ساتھ باندھا گیا ہے ورنہ محض انفاق اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں۔ بسا اوقات جو لوگ کہتے ہیں کہ جو روپیہ خرچ کرتے ہیں ان کو بہت اہمیت دی جاتی ہے جو نہیں خرچ کر سکتے ان کو اہمیت نہیں دی جاتی یہ سب نفس کے بہانے ہیں۔ جماعت کے نظام میں ہرگز امیر اور غریب میں قطعاً فرق نہیں ہے تقویٰ کا فرق ہے اگر کوئی غریب متقی ہو وہ ایک دھیلا بھی خدا کی راہ میں دے تو اس کی عزت کی جاتی ہے اور امیر اگر دے تو اس احساس کمتری کے نتیجے میں اس کی کوشش کو رد بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ خیال کہ امیر کو اہمیت نہ دی جائے یہ بھی جاہلانہ خیال ہے جو احساس کمتری کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر برابر کی آنکھ ہے تو خدا کی راہ میں خدمت کرنے والوں کو ایک ہی طرح دیکھے گی خواہ امیر ہو خواہ غریب ہو۔ یہ فرق آتا ہی نہیں ذہن میں۔ یہ وہ دیوار ہے ہی نہیں جو کہیں حائل ہوتی ہو اس لئے جن لوگوں کو اس مضمون کا علم نہیں اس کا شعور نہیں رکھتے وہ اپنی ٹیڑھی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں یہاں یہ بات ہو گئی وہاں وہ بات ہو گئی حالانکہ اللہ کی خاطر خرچ کرنے والے اور اللہ کی خاطر خرچوں کو قبول کرنے والے یعنی جو رکاوٹیں لگائی ہوئی ہیں لوگوں نے بیچ میں ان سے بالکل مبرا ہیں۔ اس قسم کی کوئی روک ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتی ہر انسان بحیثیت انسان دکھائی دیتا ہے اور اکرم وہی ہے جو اتقی ہو جو حقیقتاً خدا سے ڈرنے والا اور پیار کرنے والا ہو اس کو جو خدا تعالیٰ نے عزت بخشی ہے کوئی انسان اس عزت کو چھین نہیں سکتا خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہو۔

مگر اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والوں کی کچھ صفات بیان فرماتا ہے کہ وہ خرچ کرنے والے جو میری خاطر خرچ کرتے ہیں یا ایسا خرچ کرتے ہیں جن کے متعلق میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوگا ان کی صفات یہ ہیں "اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ" کہ اللہ کی کتاب پڑھنے والے لوگ ہیں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اس پر غور کرتے ہیں "وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ" اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ "وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ" پھر ان دو باتوں کے بعد خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس لئے ان کا وہ جو خرچ ہے وہ خدا کے نزدیک قبولیت پا جاتا ہے اور ان لوگوں کا خرچ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ مالی قربانی اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتی ہے لیکن وہ لوگ جو بنیادی دینی فرائض سے غافل رہتے ہوئے مالی قربانی کرتے ہیں ان کو کبھی رد تو نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بسا اوقات ایک ٹانگ والے انسان بھی ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو رد کیا جاتا ہے۔ جو مالی قربانی نہیں کر سکتے پیچھے رہتے ہیں لیکن عبادتوں میں ٹھیک ہیں۔ جماعت کا سبھی حصہ ہیں۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو صف اول کے لوگ ہیں وہ دونوں ٹانگوں سے درست ہوتے ہیں اور ان کی رفتار باقیوں کے مقابل پر بہت تیز ہوتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جو مالی قربانی والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے اس کی بنیاد ہی اس بات سے اٹھائی ہے کہ تلاوت کرنے والے لوگ ہیں، نمازیں قائم کرنے والے لوگ ہیں اور اس کے نتیجے میں ان میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا اور یہاں بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا "سِرًّا" کو پہلے رکھا ہے۔ "سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً" "عَلَانِیَۃً وَّسِرًّا" نہیں فرمایا۔ یہ جو خرچ کرتے ہیں بیشتر رجحان ان کا چھپ کے خرچ کرنے کا ہے۔ سوائے خدا کے کوئی آنکھ نہ دیکھ رہی ہو اور یہ خرچ کرتے ہوں اور جس کے خرچ میں یہ رجحان ہو اس کو کوئی شخص کسی پہلو سے بھی متہم نہیں کر سکتا اس پر یہ الزام لگا ہی نہیں سکتا کہ اس میں ریاکاری ہے کیونکہ ایک ہی آنکھ ہے جو اندھیروں میں بھی دیکھتی ہے۔ پردوں کے پیچھے بھی دیکھتی ہے وہ اللہ کی آنکھ ہے۔ پس یہ

لوگ جب چھپ کے خرچ کرتے ہیں تو لازماً رضائے باری تعالےٰ کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور چھپ کے خرچ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنے وجود کی، اپنی انا کی کلیتہً نفی کر دی ہے کیونکہ جو شخص انا کی کلیتہً نفی کرتا ہے وہ پاگل ہوتا ہے اللہ کے بزرگ بندے خصوصاً انبیاء جو بزرگی میں سب سے بالا ہوتے ہیں وہ اپنی قربانی کی سب سے زیادہ قیمت وصول کرنے والے ہیں کیونکہ ان کی ہر چیز "تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ" کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ معمولی سے معمولی زندگی کا اتفاق بھی عبادت بن جاتا ہے اور چونکہ محض اللہ کی خاطر کرتے ہیں اس لئے وہ سب سے زیادہ اپنی دولت کا اپنی نعمتوں کا پھل پاتے ہیں۔ نقصان والا وہ ہے جو اس راہ سے ہٹ کر دوسری جگہ خرچ کرتا ہے بہت سے لوگ ہیں جن کے خرچ ملے جلے ہیں کچھ نقصان کے سودے ہو گئے کچھ فائدے کے بھی ہیں زندگی کا گزارہ چلتا رہتا ہے لیکن انبیاء وہ ہیں جو اپنا سب کچھ تمام تر کبھی خدا کی راہ میں لٹا دیتے ہیں اس لئے یہ انا کو برباد نہیں کرتے بلکہ اپنے وجود اپنے احساسِ وجود کو جیسا فائدہ پہنچاتے ہیں دنیا میں کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اگر کسی کا احساسِ وجود خدا کے احساسِ وجود سے ہم آہنگ ہو جائے اس میں شامل ہو جائے تو پھر وہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ صرف وہی ہے اور کچھ بھی نہیں یہ جو صوفیاء کا مضمون ہے انہوں نے غلط سمجھا ہے اس لئے کچھ اور باتیں بنا دیں "انا الحق" جس سے پیدا ہوا ہے نعرہ، اس کا اصل یہ تھا کہ اپنے وجود کو کلیتہً اللہ کے لئے ہم آہنگ کر دو یہاں تک کہ تمہاری کوئی الگ آواز باقی نہ رہے۔ ہر تمہاری تمنا اللہ کی تمنا کے ساتھ چلے۔ اللہ کی رضا کی ہواؤں کے رُخ پر تمہاری زندگی کی ہر آرزو جاری ہو جائے۔ یہ ہے وہ فنا جس کے بعد انا الحق کا نعرہ برحق ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں رہا میرا تو سب کچھ اللہ کے لئے ہو گیا ہے تبھی قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا "قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" مجھے دیکھو میرا اپنا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ میرا مرنا جینا۔ میرا اٹھنا سونا، میری عبادتیں ہر چیز ہر قربانی کلیتہً اللہ کے لئے ہو گئی ہے تو یہ وہ انفاق فی سبیل اللہ ہے جس کا نقشہ قرآن کریم کھینچتے ہوئے فرماتا ہے یہ ضائع نہیں کر رہے اپنی چیزوں کو۔ جو اندھیروں میں خرچ کرتے ہیں اور کھل کر بھی خرچ کرتے ہیں یہ کہیں پھینکتے نہیں دراصل یرجون تجارۃً۔ یرجون سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی نیتوں میں للہ قربانی کا مضمون ہمیشہ داخل رہتا ہے۔

بعض لوگ اپنی فطرت کی مجبوری سے نیک کام کرتے ہیں ان کو اللہ تعالےٰ نے پیدا ہی اس کام کے لئے کیا ہے کہ لوگوں کے لئے بھلائی کا موجب بنیں لیکن باشعور طور پر بالارادہ خدا کی خاطر یہ نہیں کرتے۔ اس لئے جہاں کوئی طبعی روک پیدا ہو جائے وہاں رُک جائیں گے۔ جہاں روک نہ پیدا ہو وہاں فطرت کے مطابق خرچ کریں گے مگر جو اللہ کی خاطر کرتے ہیں وہ روکیں عبور کر کے بھی کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں بھی کرتے ہیں کہ جب ان پر خود ایسی تنگی کا زمانہ ہو کہ گویا رزق سے محبت ہو جائے گی پھر بھی اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں تو اس لئے "یرجون تجارۃً" سے ان کا ادنیٰ ہونا ثابت نہیں ان کا اعلیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کوئی عام آدمی جو ان مضامین کو نہیں سمجھتا وہ یہ سمجھے گا کہ خود غرض ہی لوگ ہوئے نا یرجون تجارۃً وہ ایک تجارت کی خاطر کر رہے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوگی حالانکہ کوئی انسان جو اپنے فائدے کی خاطر کام نہیں کرتا وہ قربانی کرنے والا نہیں وہ پرلے درجے کا احمق ہے۔ صرف فیصلہ یہ ہے کہ تھوڑا دے کر زیادہ حاصل کرتا ہے یا زیادہ دے کر تھوڑا حاصل کرتا ہے۔

جماعت کے نظام میں ہرگز امیر اور غریب میں قطعاً فرق نہیں ہے۔ تقویٰ کا فرق ہے۔ اگر کوئی غریب متقی ہو وہ ایک دھیلا بھی خدا کی راہ میں دے تو اس کی بھی عزت کی جاتی ہے اور امیر اگر دے تو اس احساسِ کمتری کے نتیجہ میں اس کی کوشش کو رد بھی نہیں کیا جاتا

دنیا میں خرچ کرنے والے اور نفس پر سب کچھ فدا کرنے والے بہت دیتے ہیں اور حاصل کچھ بھی نہیں کرتے۔ متاعِ دُنیا ہی ہے نا جو چند دنوں میں ختم ہو جاتی ہے اور جو اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں وہ ایک پیسہ بھی دیں تو اتنا زیادہ حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کا فیض ان کے لئے لامتناہی فیض بن جاتا ہے فیض جو خدا کی خاطر دوسروں کے لئے جاری ہوا ان معنوں میں فیض ہے اور جو خدا کی طرف سے ان کے لئے جاری ہوتا ہے وہی فیض ہے جو ان کے فیض نے کمایا ہے پس یہ وہ تجارت ہے جس کے متعلق فرمایا لن تبور۔ لیکن اتفاقی نہیں ہے بالارادہ ہے اور بالارادہ ہونے کے نتیجے میں ہی ان کو بہت زیادہ فوائد پہنچتے ہیں اگر نیت ارادہ نیکی ہے تو پھول بھی تو بہت خوشبو دیتا ہے پھول بھی تو نکہت بکھیرتا ہے مگر پھول کو اس کا کوئی ثواب نہیں۔ پانی اگر آگ بجھاتا ہے تو قانونِ قدرت کے طور پر کرتا ہے اس میں پانی کے لئے ثواب کا موجب تو کوئی اجر نہیں مگر انسان جب آگ لگا بھی سکتا ہے، بجھا بھی سکتا ہے، ارادے کے ساتھ لگاتا نہیں بلکہ بجھاتا ہے اور وہاں لگاتا ہے جہاں خدا چاہتا ہے کہ لگائی جائے تو اس کا ہر فعل خواہ آگ بجھانے کا ہو یا آگ لگانے کا ہو وہ نیکی بن جاتا ہے اس تجارت میں تبدیل ہو جاتا ہے جو اس کو کوئی گھاٹا نہیں جو کبھی فنا نہیں ہو گی۔

دوسری جگہ الرعد آیت ۲۳ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً اس میں اقاموا الصلوٰۃ کے ذکر سے پہلے یتلون کتاب کے ذکر کی بجائے ایک اور مضمون بیان ہوا ہے اس لئے بظاہر ملتی جلتی آیات ہیں مگر ہر جگہ اللہ تعالےٰ نے کچھ نہ کچھ فرق ایسا رکھ دیا ہے کہ مضمون میں ایک نئی وسعت پیدا ہو گئی ہے ایک نیا رنگ ابھر آیا ہے "وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ" جو اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے رضا کی طلب میں صبر اختیار کرتے ہیں "وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ" اور پھر نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ "وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ" اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں سِرًّا وَّعَلَانِيَةً چھپ کر بھی اور کھلم کھلا بھی۔ اب دیکھیں یہاں بھی سِرًّا کو پہلے رکھا گیا ہے یہ قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کی نیتوں میں کوئی فتور نہیں ورنہ آنکھیں بند کر کے اندھیرے میں پیسے پھینکنے والا تو جاہل ہوا کرتا ہے سوائے اس کے کہ نیت اعلیٰ ہو اور یہ یقین ہو کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ فرمایا "اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ" ان کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ عقبیٰ ان کے لئے ایک دار کے طور پر ہو گی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا ترجمہ کیا ہے "انہی کے لئے اس گھر کا انجام ہے" "عقبیٰ" انجام کو کہتے ہیں "الدار" وہ گھر یعنی قیامت کا گھر۔ قیامت کے بعد ملنے والا گھر مگر جس طرح بھی اس کا ترجمہ کریں بات وہی ہے کہ ان کو انجام کار نتیجۃً وہ گھر عطا ہو گا جو دائمی ہے اس میں "تجارۃ لن

"تبور" تو نہیں فرمایا گیا عُقبیٰ الدار کہہ کر جنت کی نعماء جو ہمیشہ کے لئے رہنے والی ہیں ان کے دوام کی طرف اشارہ فرما دیا۔ پس فرق جو ہے نتیجے میں وہ آیت کے آغاز کے فرق کے طور پر وہ خود بخود پیدا ہوتا ہے "صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ" سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں غریب جو دنیا میں نہ گھر رکھتے ہیں نہ دنیا کی عارضی نعمتیں، اچھے لباس، اچھا اوڑھنا بچھونا ان کو میسر ہوتا ہے اور اس کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کے رزق پر چوری ہاتھ نہیں "صبروا ابتغاء وجه ربهم" کا مطلب یہ ہے کہ محروم ہیں بعض نعمتوں سے، گھروں سے محروم ہیں، اچھے سیروں سے محروم ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ ناجائز ذرائع سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہوئے اپنے دل کی یہ تمنائیں پوری نہیں کرتے "صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ" اللہ کی رضا کو چاہتے ہوئے صبر کر جاتے ہیں کہ اللہ راضی رہے کوئی حرج نہیں یہ چیزیں نہ ملیں اس لئے طبعاً ان کی جزا "الدار" ہونی چاہئے تھی "الدار" سے مراد ایسا گھر جو ہر قسم کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں کسی چیز کی کبھی کمی نہیں جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کی خواہش ان کے لئے وہ چیزیں اس طرح پوری کرے گی جیسے کوئی خواہش اور ماحصل میں فاصلہ ہی کوئی نہیں۔ ادھر تمنا کی اُدھر وہ چیز حاضر ہو گئی اور ان کے قیام صلوٰۃ کا صبر کے ساتھ وہ تعلق ہے جو تلاوت کا بھی قیام صلوٰۃ سے ایک تعلق ہے۔ صبر اور صلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اکٹھا باندھا ہوا ہے "وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ" تو محض صبر کر کے نہیں بیٹھ رہتے بلکہ صلوٰۃ کے ذریعے وہ اپنی کمی پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور جہاں تک اللہ کی خاطر خرچ کرنے کا تعلق ہے اس حالت کے باوجود اس غربت کے باوجود رکتے نہیں ہیں۔ نہ دار ہے یعنی نہ وہ پُرسکون گھر ہے جس کے ساتھ نعمتیں میسر ہوں گھر کے تعلق میں جو بھی جنت ہے دنیا میں اس سے محروم ہیں، ناجائز طور پر حاصل نہیں کرتے اور پھر جو کچھ ہے وہ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی دوسری طرف ایک اور صفت یہ بیان فرمائی ہے "وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ" وہ برائی کے بدلے نیکی داخل کرنا چاہتے ہیں یا نیکی کے ذریعے برائیاں دور کرتے رہتے ہیں اس مضمون کا تعلق ان کی ذات سے بھی ہے اور گردوپیش سے بھی ہے جو انفاق کی کمی ہے جو استطاعت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کی بجائے ایک اور خیر جاری کر دیتے ہیں وہ بدیوں کو دور کرتے کرتے نیکیاں جاری کرتے کرتے اس کی تمنا کو کسی طرح تسکین دے دیتے ہیں کہ خدا کی راہ میں ہم کچھ خرچ کریں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسی مضمون کو بیان فرماتے ہوئے واضح فرمایا کہ اگر خرچ کرنے کے لئے پیسہ نہیں ہے تو کلمہ خیر بھی ایک خرچ ہے تم کلمہ خیر تو کہہ دیا کرو تو یہ جو ہے برائیوں کو دور کرنا اور حسنات کے ذریعے برائیوں کو ہٹا دینا یہ ان کے اس کمی احساس کے نتیجے میں طبعاً پیدا ہوتا ہے۔ جتنے خدا کے بندے ہیں اگر وہ خرچ نہیں کر سکتے دل چاہتا ہے تو اس کمی کو وہ خدمت بڑھا کر پورا کر دیتے ہیں۔ ہر خدمت کے موقع پہ آگے آگے رہتے ہیں اور ہر وقت کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ہم اللہ کی رضا کما لیں ان کے متعلق فرمایا "لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ" عقبى الدار میں اس طرف اشارہ ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ ان لوگوں کو دنیا میں بھی ملے اور صبر کا تعلق بھی اس مضمون سے گہرا ہے بسا اوقات ایک انسان خدا کی خاطر، اس کی رضا کی خاطر ہر نعمت سے محروم رہتے ہوئے پھر بھی ایک تسکین کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے لیکن صبر کے نتیجے میں۔ اگر صبر نہ ہو تو پھر اس کو نہ تسکین نصیب ہو سکتی ہے نہ اس کی نیکی کی کوئی ضمانت ہے اگر ایسا شخص جو اللہ کی رضا نہ پاتا ہو اللہ کی رضا کا واقف ہی نہ ہو

ان حالات میں گزارہ کرے جو قرآن کریم مومنوں کے بیان فرما رہا ہے تو اس میں صبر کی طاقت نہیں ہو سکتی تھی یعنی اور صبر کی طاقت نہیں ہوگی تو ہمیشہ غریب آدمی سے سوسائٹی کو زیادہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی طلب کا معیار جو ہے وہ ادنیٰ چیزوں سے شروع ہو کر اعلیٰ تک پہنچتا ہے ایک امیر آدمی بعض دفعہ ایک معمولی چیز کو دیکھتا ہے اس کے دل میں چوری کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا کسی کا ایک رومال گرا ہوا ہے، ایک پین گرا ہوا ہے، کوئی چھوٹی موٹی چیز رہ گئی ہے اور اگر واقعۃً امیر آدمی ہو تو کیمرہ، ویڈیو اس قسم کی چیزوں کو وہ ٹھوکر بھی مارے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے اس کے وہم میں بھی نہیں آئے گا کہ میں اس کو چرا لوں۔ مگر ایک غریب بعض دفعہ ایسی ایسی چیزیں بھی چرا لیتا ہے جس کے متعلق آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ اس بے وقوف کو کیوں نہیں خیال آیا کہ یہ ظلم نہ کروں۔ ربوہ میں جو میرا فارم تھا وہاں بعض ایسے درخت میں نے لگائے جو ڈنڈے کاٹ کے تو پیوست کئے جاتے ہیں وہ براہ راست جڑ پکڑ جاتے ہیں اور پھر اس سے درخت بنتے ہیں۔ اب معمولی ڈنڈے تھے وہ ایک دن ہم سارے محنت کر کے لگا کے گئے دوسرے دن دیکھا تو کوئی اٹھا کے سارے ڈنڈے نکال کر لے گیا۔ اب وہ غریب آدمی بے چارے ان کے لئے ایندھن کا کام دے گئے لوگوں کے سائے کی بجائے ان کے جلنے کے کام آ گئے۔ مگر غربت کی مجبوریاں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ساتھ باندھ دیا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے اوپر طبعی تقاضے ہیں کہ وہ بعض خوبیاں چھوڑ کر برائیوں میں منتقل ہو جائیں وہ اس کا برعکس رُخ رکھتے ہیں۔ وہ برائیاں دور کرتے رہتے ہیں اور حسن پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی غربت ان کو حسین تر بنا دیتی ہے بجائے اس کے کہ ان کے اندر عیوب پیدا کر دے اور یہی فیض ہے جو سوسائٹی میں بھی پھر جاری کرتے ہیں غریب ہوتے ہوئے کلمہ خیر کہتے ہیں لوگوں کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور بسا اوقات ایسے لوگوں کی نصیحتیں جو اپنی ذات میں کوئی بھی دلی خواہش نہ رکھتے ہوں نسبتاً امیر اور متمول لوگوں کے بہت زیادہ گہرا اثر کرتی ہیں کئی ایسے درویش صفت آپ نے انسان دیکھے ہوں گے چلتے پھرتے لوگوں کی بھلائی میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ تو ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر نیکی، ہر انفاق کی جزا لازماً دنیا میں نہیں ملا کرتی بعض لوگ صبر سے آزمائے جاتے ہیں اور صبر کی صفت

اللہ تعالیٰ نے جو مالی قربانی والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے اس کی بنیاد ہی اس بات سے اُٹھائی ہے کہ تلاوت کرنے والے لوگ ہیں، نمازیں قائم کرنے والے لوگ ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا

کا پہلے ذکر فرما دیا، بتانے کے لئے کہ ان کا بڑا صبر ہے۔ یہ عمر بھر صبر کریں گے اور صبر پر ثابت قدم رہیں گے۔ ان کی جزاء "الدار" ہے تمام تمنائیں تمام اُمنگیں جو تھیں یا جن تک پہنچ بھی نہیں تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ ان کے مرنے کے بعد پوری فرما دے گا اور ہمیشہ کے لئے ان کو تسکین کی اور امن کی زندگی عطا فرمائے گا۔ اب یہ خاکسار ہے ہیں آپ دیکھیں دنیا میں جماعت احمدیہ کے سوا کوئی ہے جماعت جس کا اس مضمون سے تعلق ہو۔ کسی کا بھی تعلق نہیں لوگوں کا، لوگوں کے پیسے چھیننے سے تعلق ہے تمام سیاسی نظام، تمام اقتصادی

نظام بھی نظام معاشرت اس وقت ان موجوں پر جاری ہیں کہ کس طرح دوسروں کے پیسے ہتھیائے جائیں۔ عدالتیں بھی اسی غرض سے قائم ہیں۔ پولیس بھی اسی غرض سے بنائی گئی ہے۔ فوجیں بھی آخر یہی کام کرتی ہیں، پیسے ہتھیانا لوگوں کے۔ لوگوں کے لئے خرچ کرنا، اپنے حقوق چھوڑنا اور غیروں پر جو خرچ کرنا جب کہ آپ بھی نہ ہو۔ بہت تنگی ترشی میں گزارہ کر رہا ہو انسان، اللہ کی رضا کا خیال نہ آئے تو صبر بھی نہ ہو پھر بھی حال یہ ہے کہ "ینفقون اموالھم" اپنے اموال وہ نیکی کے کاموں پر خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر سورۃ السبا میں آیت چالیس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لہ" تو بتا دے لوگوں کو کہ میرا رب رزق کشادہ بھی کرتا ہے جس کے لئے چاہے "من عبادہ" اپنے بندوں میں سے "ویقدر لہ" اور کسی بندے کے لئے وہ رزق کم بھی کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کے تعلق میں صبر کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے بہت امیر اور نسلاً بعد نسل اچھا کمانے والے، تاجر خاندان کے فرد تھے ان کے کام بگڑنے شروع ہوئے۔ جو کچھ تجارت کے مال تھے ضائع ہونے لگے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بڑے عاجزانہ دعا کے لئے لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی تو یہ الہام ہوا۔

قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے ○ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ گئے کہ قادر کرتا ہے اکثر یہی کرتا ہے مگر جب یہ چاہے کہ بنا بنایا توڑ دے تو کسی کو بھید نہیں ملتا، کیوں ایسا واقعہ ہو گیا، ہوتے رہتا ہے۔ وہ بھی اس بات پر صبر کر گئے اور سمجھ گئے کہ میرے لئے یہی مقدر ہے۔ چنانچہ وہ صدمے جو کسی اور تاجر کے لئے جان لیوا ہو سکتے تھے ان کے لئے مزید تسکین کا موجب بن گئے۔ وہ انتظار کر رہے تھے کہ اب میں جو چاہوں کروں میرا کام اب بگڑنا ہی بگڑنا ہے اور میرے اللہ نے مجھے بتا دیا ہے اور اللہ کی خاطر ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ تو وہ جو ان کی تجارت کی بربادی جو بعد میں رونما ہوئی وہ اس پر بہت راضی رہے اور اس وجہ سے وہ بہت مرتبہ پا گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بڑے پیار سے ذکر فرمایا ہے۔

یہی مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے "قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء" جس کے لئے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے رزق بڑھا دیتا ہے اور "من" کی طرف پھر ضمیر پھیر رہی ہے "ویقدر لہ" اور "من" میں سے ایک ایسا شخص بھی ہوتا ہے اس کے بندوں میں جس کے لئے وہ رزق تنگ کر دیتا ہے۔ "وما انفقتم من شیء فھو یخلفہ" اور جو کچھ تم خرچ کرو گے یاد رکھو کہ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ضرور نکالے گا۔ اب یہاں جزا دینے کا مضمون نہیں ہے۔ جس قسم کا آیت کا آغاز ہے اسی سے تعلق رکھنے والا مضمون اس دوسرے حصے میں بیان ہوا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری راہ میں خرچ کرنے والوں کو کہہ دو کہ تمہارا رزق تو میں ضرور بڑھاؤں گا۔ فرمایا ہے "وما انفقتم من شیء فھو یخلفہ" کام تم کرتے ہو نتیجہ وہ نکالتا ہے۔ بسا اوقات تمہارا نقصان چاہتا ہے۔ جس قسم کے تم کام کر رہے ہو اس کا طبعی نتیجہ نقصان نکلنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کا جاری قانون جو ہے وہ اپنا عمل دکھاتا ہے اور اس سے تم بچ نہیں سکتے۔ اس لئے دنیا کی تجارتوں میں ہوش ضروری ہے اور جہاں ہوش میں کمی آئی وہاں بعض دفعہ بنے بنائے کام اس لئے بگڑتے ہیں کہ "یخلفہ" کا مضمون چل پڑتا ہے جیسا تم نے کام کیا اللہ ویسا ہی نتیجہ نکالے گا۔ یہ فی سبیل اللہ خرچ کی بات نہیں ہو رہی۔ چنانچہ یہاں "انفقتم" بغیر سبیل اللہ کے ہے لیکن فی سبیل اللہ خرچ بھی اس میں شامل ہے آخر۔ بعض لوگ فی سبیل اللہ کرتے ہیں اس میں "یخلفہ" کا مضمون وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ان کو ایسی تجارت مل جائے گی جو "لن تبور" کبھی وہ گھاٹے میں نہیں پڑے گی۔ ان کو ایسا دار نصیب ہو جائے گا جو ہمیشگی کا دار ہے اور ہر نعمت سے بھرا ہوا ہے۔ تو ہر آیت کے مضمون میں ایک جیسے لفظ کو دیکھ کر خود بخود یہ خیال نہ کر لیا کریں کہ وہی بات ہو رہی ہے۔ ہر آیت کا ماحول الگ الگ ہے۔ ایک ہی مضمون بظاہر بیان ہو رہا ہے مگر تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ پورے مضمون کا منظر بدل گیا ہے اور اس نئے منظر میں ڈوب کر اس آیت کے مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔

اور جہاں تک اس کے نتیجے میں نقصان کا تعلق ہے ایک گر بتا دیا آخر پر "وھو خیر الرازقین" کہ رزق دینے والوں میں سب سے اچھا وہی ہے اس لئے ایسی صورت میں اسی کی طرف جھکا کرو۔ جب تمہاری چالاکیاں کام نہ آئیں تمہاری کوششیں ناکام نامراد ثابت ہوں۔ جب ہر ذریعہ تجارت کو فروغ دینے کا تجارت کے نقصان کا موجب بن رہا ہو تو یہ یاد رکھنا "وھو خیر الرازقین" وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اس سے تعلق جوڑو۔ اس کے حضور گریہ و زاری کرو تو بسا اوقات وہ ان حالات کو بدل دیتا ہے۔ اور یہاں "یخلفہ" کا مضمون نہیں بلکہ تقدیر الٰہی کا مضمون چلتا ہے یعنی دعا کی غالب تقدیر کا مضمون۔

اب میں چند حدیثیں اس مضمون کے تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ ان سے راضی ہو یا راضی ہوا، بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کے مال و متاع برباد کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ یہ جو مضمون ہے کہ عرش معلی پر انسانی نظام کو یا خدا تعالیٰ کی کائنات کے نظام کو چلانے والے جو وجود ہیں وہ فرشتے کہلاتے ہیں۔ تو دو فرشتے اترتے ہیں سے یہ مراد نہیں کہ انسانوں کی طرح کوئی دو شخص اتر رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث پر غور کرنے سے جو فرشتوں کا مضمون سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح وقت کی مناسبت سے پہرے ہوتے ہیں، وقت کی مناسبت سے ڈیوٹیاں بدلا کرتی ہیں ہر وقت کے لئے اس وقت کے نظام کو چلانے کے اللہ تعالیٰ کے خاص مامور فرشتے ہیں، اور صبح کا نظام ہے اندھیروں سے روشنی میں انسان داخل ہو رہا ہے کئی قسم کی نئی امنگیں پیدا ہو رہی ہیں، کئی قسم کے امکانات دوبارہ ابھر رہے ہیں کئی قسم کے امتحانات نئے درپیش ہیں ان موقعوں کے لئے اس مضمون سے تعلق والے فرشتے ہوتے ہیں۔ تو دو فرشتوں سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون میں دو قسم کے فرشتے ہیں جو خاص طور پر حرکت میں آ جاتے ہیں ان کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک وہ ہیں جو خدا کی خاطر خرچ کرنے والوں کے دلوں کو تقویت دیتے ہیں اور ان کے اموال میں برکت کا موجب بنتے ہیں اور دوسرے عمل جو فرشتوں کے طبعاً جاری ہیں اس کے علاوہ وہ دعا بھی کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے۔ ایسے فرشتوں کا ذکر میں فرماتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ تو بد دعا جو ہے دراصل اس عمل کرنے والے کے عمل کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ اس طبعی نتیجے کو حرکت دینے اس کو مزید آگے بڑھانے میں یہ دعا اصل میں منظر کشی کر رہی ہے قانون قدرت کی کہ فرشتے اس کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ فرشتے جو مضمون کے پیچھے بناتے

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम ख़ान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 16 नवम्बर, 1995 | अंक 46

पवित्र क़ुरआन

उत्तम बदला

हे ईमान वालो ! जो कुछ हम ने तुम्हें दिया है उस में से अल्लाह की राह में खर्च करो उस दिन के आने से पहले कि जिस में न किसी प्रकार का व्यापार होगा न मित्रता और न सिफ़ारिश काम आएगी तथा इस आदेश का) इन्कार करने वाले (स्वयं अपने आप पर) अत्याचार करने वाले है।

(अलबक़राह 255)

जो लोग अपना धन अल्लाह को राह में खर्च करते हैं उन (के इस दान) की हालत उस दाने की हालत जैसी है जो सात बालियां उगाए तथा प्रत्येक बाली में सौ दाने हों और अल्लाह जिस के लिए चाहता है उसे (इस से भी) बढ़ा-चढ़ा कर देता है और अल्लाह देने वाला और बहुत जानने वाला है।

(अलबक़रा 262-263)

निर्बल लोगों से सहानुभूति

हदीस शरीफ़

हज़रत अबूहुरैरः (अल्लाह उन से राज़ी हो वर्णन करते हैं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने फ़रमाया बहुत से लोग ऐसे होते है जिन के बाल बिखरे हुए होते है उन के मुंह धूल से भरे होते हैं। लोगों के किवाड़ उन्हें दान देने के लिए भी बन्द हो जाते है। किन्तु उन का अल्लाह से इतना सम्बन्ध होता है कि यदि वे अल्लाह की क़सम खा कर कोई बात कह दे तो अल्लाह उस बात को पूरी कर दे।

(मुस्लिम शरीफ़ किताबुल् जन्नत भाग 2 पृष्ठ 296)

हज़रत अबूदर्दा (अल्लाह उन से राज़ी हो) कहते हैं कि मैंने हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम को यह फ़रमाते सुना कि मुझे अधम और निर्बल लोगों में ढूंढो क्योंकि तुम्हे इन्ही लोगों से सहायता मिलती है।

(तिर्मिज़ी शरीफ़ किताबुल जिहाद भाग 1 पृष्ठ 203)

मलफ़ूज़ात

मसीह मौऊद

हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद मसीह मौऊद फ़र्माते है।

"दुनिया मुझे स्वीकार नहीं कर सकती क्योंकि, मैं दुनिया में से नहीं हूं किन्तु जिनकी प्रकृति को उस जगत का अंश दिया गया है, वह मुझे स्वीकार करते हैं और करेंगे। जो मुझे छोड़ता है वह उसको छोड़ता है, जिसने मुझे भेजा है और जो मुझ से सम्बन्ध जोड़ता है वह उससे जोड़ता है, जिसकी ओर से मैं आया हूं। मेरे हाथ में एक दीपक है: जो व्यक्ति मेरे पास आता हैं वह अवश्य ही उस प्रकाश से हिस्सा पाएगा। किन्तु जो व्यक्ति सन्देह और शंका से दूर भागता है, वह अन्धकार में डाल दिया जाएगा। इस युग का अभेद्य दुर्ग मैं हूं: जो मुझ में प्रवेश करता है वह चोरों और डाकुओं और दरिन्दों (हिंस्र जन्तुओं) से अपने प्राण बचाएगा।"

इस्लाम धर्म

मुसलमानों के पेशवा हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा ने बताया कि लोगों पर ऐसा समय आयेगा कि उन में इस्लाम केवल नाम मात्र रह जायेगा। क़ुर्आनमजीद केवल रस्म और आदत के तौर पर पढ़ा जायेगा। मस्जिदे बड़ी अच्छी और पक्की बनी होंगी, परन्तु उन में नमाज़ पढ़ने वाले नहीं होंगे। उस समय के मौलवी इस आकाश के नीचे सब से बुरे होंगे, क्योंकि यह मौलवी धर्म पर नहीं चलेंगे बल्कि उपद्रव और दंगा फ़साद करेंगे।

(देखो हदीस की किताब 'मिश्कात शरीफ़)

फिर लिखा है कि जब अन्धकार का यह समय आयेगा तो व्यभिचार बहुत होगा, यहाँ तक कि मार्गों तथा सड़कों पर स्त्री पुरुष आपस में समागम करेंगे। परिणाम यह होगा कि हरामी बच्चे अधिक होंगे। मदिरा बहुत पीयेंगे। माता पिता का सत्कार नहीं रहेगा। नेताओं तथा बड़े लोगों का आचरण अच्छा नहीं होगा। राजा अत्याचार करेंगे। कर (टैक्स) के बोझ से जनता बहुत दुखी होगी। धनवान का सत्कार किया जायेगा। निर्धन को कोई नहीं पूछेगा। मनुष्य मात्र का वध करना साधारण सी बात समझी जायेगी।

हज़रत मुहम्मद (सल्ल) ने यह भी भविष्यवाणी की थी कि यहूदी 72 सम्प्रदायों में विभक्त हुए थे और मुसलमान 73 सम्प्रदायों में विभक्त होंगे और मुसलमानों के यह समस्त सम्प्रदाय अपने कुकर्मो के कारण नर्क में जाने वाले होंगे, केवल एक सम्प्रदाय जन्नती होगा अर्थात् स्वर्गगामी होगा। आप के साथियों ने पूछा कि ऐ अल्लाह के रसूल वह मोक्ष प्राप्त करने वाला तथा स्वर्ग गामी गिरोह कौन सा होगा तो आप ने बताया कि वह जन्नती गिरोह मेरा आज्ञाकारी तथा मेरी शिक्षा अनुसार चलने वाला होगा। फिर आप ने यह भी बताया कि जब मुसलमान अनेक गिरोहों में बट जायगे। उन में परस्पर दंगे फ़साद बढ़ जायेगे, तब अल्लाह इमाम महदी को भेजेगा वह इमाम महदी आख़िरी समय प्रकट होगा और पापियों का विनाश करेगा। साधु पुरुषों को रक्षा करेगा। इस पृथ्वी से अत्याचार को दूर कर के न्याय की स्थापना करेगा।

(मुस्नद् अहमद् बिन हंबल)

आप ने यह भी बताया कि मेरी (उम्मत जमाअत) का पहला भाग भी अच्छा है तथा अन्तिम भाग भी अच्छा है क्योंकि पहले भाग मे हजरत मुहम्मद मुस्तफ़ा स्वयं सुधारक के रुप में प्रकट हुये तथा अन्तिम दौर भी अच्छा है क्योंकि उस में इमाम महदी ईसा मसीह के नाम से प्रकट होंगे।

इमाम स्यूति की लिखी प्रसिद्ध पुस्तक अल् जामिउस्सगीर भाग नं: 2 पृष्ट 10

(शेष पृष्ट 2 पर)

कुर्आन मजीद की सूरः जुमा में हज़रत मुहम्मद (सल्ल) के बारे में लिखा है कि आप का प्रकटन दो बार होगा। पहली बार अनपढ़ अरब लोगों में और दूसरी बार इमाम महदी के रूप में अंतिम काल में होगा।

इस्लाम धर्म की पुस्तकों से यह भी पता चलता है कि इमाम महदी तेहरवीं शताब्दी के अन्त तथा चौदहवीं शताब्दी हिजरी के प्रारम्भ में प्रकट होंगे।

अब चौहदवी शताब्दी समाप्त हो कर पन्द्रहवी शताब्दी हिजरी प्रारम्भ हो चुकी है।

जिस प्रकार हिन्दुओं ने आज से लगभग सौ वर्ष पूर्व कृष्ण अवतार तथा कल्कि अवतार की प्रतीक्षा आरम्भ कर दी थी, इसी प्रकार मुस्लमानों ने तेहरवीं शताब्दी के अन्त से ही इमाम महदी की प्रतीक्षा आरम्भ कर दी थी तथा अल्लाह से नेक मुस्लमान यह प्रार्थना कर रहे थे कि ऐ अल्लाह हम में बहुत बिगाड़ आ चुका है अतः हमारे सुधार के लिये अपनी प्रतिज्ञा अनुसार इमाम महदी को जलदी भेज दे जैसा कि सय्यद अबुलहसन नदवी अपनी किताब 'क़ादयानिय्यत' में लिखते हैं।

"मुस्लमानों में अनेक अध्यात्मिक बीमारियां फैल चुकी थीं। उन के मुख पर सब से बड़ा कलंक शिर्क का था। क़बरों की पूजा की जा रही थी। लोग मिथ्यावादी बन चुके थे। यह दशा एक सुधारक की मांग कर रही थी।

(क़ादयानिय्यत पृष्ठ 319)

मौलवी शकील अहमद ने 1309 हिजरी में लिखा ;

दीने अहमद का ज़माने से मिटा जाता है नाम।
क़हर है ऐ मेरे अल्लाह यह होता क्या है॥
किस लिये महदिये बर हक़ ज़ाहिर नहीं होते।
देर ईसा के उतरने में क्या है॥

अल्लामा हाली लिखते हैं :-

वह दीन हुई बज़मे जहां जिस से चरागां।
अब उस की मजालिस में न बत्ती न दिया है॥
फर्याद ऐ कश्तिये उम्मत के निगेहबान्।
बेड़ा यह तबाही के क़रीब आन् लगा है॥
कर हक़ से दुआ उम्मते मरहूम के हक़ में।
ख़तरों में बहुत जिस का जहाज़ आ के गिरा है॥

(मुसद्दस हाली)

ज़िमींदार दैनिक-पत्र में एक लंबी कविता प्रकाशित हुई जिस का शीर्षक था।

सुधारक का आगमन

उस का एक बद यह था :

आने वाले आ ज़माने की इमामत के लिये।
मुज़तरिब हैं तेरे शैदाई ज़यारत के लिये॥

सर सय्यद ने मुस्लमानों की दशा इस प्रकार वर्णन की !

यदि आज एक ईश्वर की शिक्षा देने वाला हज़रत मुहम्मद (सल्ल) हम में आ जाये तो मैं परमात्मा की शपथ ले कर कहता हूं कि वह बड़ी कठिनाई से पहचानेगा कि आज के यह मुस्लमान उस की उम्मत (जमाअत) से सम्बन्ध रखते हैं जिन को उन्होंने एक ईश्वर की शिक्षा दी थी।

(तहज़ीबुल् अख़्लाक़ 1 पृष्ठ 344)

मुसलमानों के दो बड़े सम्प्रदाय-सुन्नी तथा शिय्या हैं। दोनों ही परमात्मा से प्रार्थना कर रहे हैं कि हे अल्लाह कृपा करके इमाम महदी को भेज ता कि वह आ कर हमारा सुधार करे।

अवतार एक होगा

उपरोक्त उदाहरणो से सिद्ध है कि आज केवल हिन्दू भाई ही कल्कि अवतार की प्रतीक्षा नहीं कर रहे बल्कि संसार को समस्त जातियां मुस्लमान, ईसाई, यहूदी बौद्ध इत्यादि सारे के सारे एक दैव शक्ति की प्रार्थना कर रहे है जो कि संसार में प्रेम, शान्ति तथा धर्म की स्थापना करेगा। उस महापुरुष का नाम हिन्दू कल्कि अवतार रखते हैं। मुस्लमान उस को महदी के नाम से याद करते हैं तथा ईसाई उस को मसीह कहते हैं, किन्तु यह सत्ता एक ही होगी। यही सिद्धान्त आने वाले अवतार के बारे में हमारे हिन्दू भाई भी रखते हैं जैसा कि नीचे लिखे उदाहरणों से सिद्ध होता है।

सम्पादक सत्युग की सम्मति

यह नया युग जो हमारी आशा के अनुसार स्वर्ण युग अथवा सतयुग होगा, दैवीं विधान के फलस्वरूप ही उपस्थित होगें, पर उस का नियंत्रण अथवा संचालन करने के लिये कोई व्यक्ति विशेष भी सम्मुख आयेगा। एक ऐसी महान आत्मा जो संसार को दुःख सागर से निकाल कर सुख के शिखर पर पहुंचाने का मार्ग दिखलाये सिवाय परमात्मा के प्रकाश के और क्या कहा जा सकता है। सभी मज़हबों, धर्मो के अनुयायी उसे एक समान श्रद्धा की दृष्टि से देखेंगे, पृथक 2 नामों से पुकारेंगे, जैसे अवतार मसीह, महदी आदि। यह भी बहुत सम्भव है कि वह भिन्न 2 मज़हबों में समय के प्रभाव से उत्पन्न हुये विकारों को दूर करके धर्म के एक शुद्ध स्वरुप को दिखलाएगा और इस तरह हज़ारों वर्षों से संसार में फैले हुये साम्प्रदायक विरोध के विष को दूर करेगा।

(सतयुग सितम्बर,

स्वामी भोला नाथ जी की सम्मति

स्वामी जी एक लेख में लिखते हैं

संसार की सारी धर्म पुस्तकों में लिखा हैं कि अब किसी ऐसी सत्ता का प्रादुर्भाव होने वाला है जिस के आने से सारे कष्ट दूर हो जायेग हिन्दु कहते हैं कि पूर्णब्रह्म निष्कलंक अवतार धारण करेगे। मुस्लमानों का विश्वास है कि इमाम महदी का प्रादुर्भाव होगा।

कलाम

हज़रत मौलाना जलालुद्दीन साहिब शम्स रज़ियल्लाहो तआला अन्हो

ख़ून-ए-दिल से सींच कर अए अहमदी-ए-नौजवां
मिल्लते इस्लाम का शादाब कर दे बूस्तां।
दीदनी सू रंग शान-ए-हर निहाल-ए-गुलसितां,
ताइरान-ए-कुदस आ आ के बनाएं आशियां।
सारी दुनिया मान ले हुक्म-ए-मोहम्मद मुस्तफ़ा,
क़ायद ए पैग़म्बरां व बादशाह ए दो जहां।
पाये इस्तक़लाल में जुम्बिश कभी न आने पाए,
वरना हो जाएगी ज़ाया तेरी सब कुर्बानियां।
वह कहां ऐटम में जो कुव्वत है इस्तक़लाल में,
यह उड़ा देता है सारी कुव्वतों की धज्जियां।
रोशनी दुनिया को पहुचाना है तेरा काम 'शम्स',
तेरे दुश्मन हैं तो हों ज़ुल्मत पसन्दाने जहां।

(रूहुलक़ुदुस के मुसाफ़िर पृष्ठ 139)

प्रिंटर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी

बब्बल प्रिंटिंग प्रेस, कादियाँ फोन 20121

بعض یا شخصوں میں نقص کے نتیجے میں بعضوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ قانون پر راج کر رہے ہیں ان کے اختیار میں وہ قوانین ہیں۔ ان کی دعا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کا تعلق پھر ان کے خلاف شروع ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ ایک انسان کہتا ہے کہ ہم نے تو بہت سے کنجوس ایسے دیکھے ہیں جن کے اموال میں بڑی برکت پڑی وہ بڑھتے رہے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا مال آپ کو دکھائی نہ بھی دے تو ہلاک ہو چکا ہوتا ہے۔ کئی دفعہ لوگ یہ سوچتے ہی نہیں کہ بعض ایسے امیر ہیں جن کے مال تجوریوں میں یا بینکوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسے کنجوس ہیں کہ ان کے اپنے اموال سے آپ کبھی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکے۔ اب بتائیں ان میں اور غریب میں فرق کیا ہے۔ ان کا مال ان کے لئے ہلاک ہو چکا ہے۔ ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں۔ یوں ہی آپ کو وہم ہے کہ ان کے ہاتھ میں خزانے ہیں خزانے نہیں خزانوں کی چابیاں ہیں اور ایسے ہاتھوں میں ہیں کہ وہ اپنے خزانوں سے پیسے نکال ہی نہیں سکتے تو چوکیدار ہو گئے۔ اور ہر وقت کا غم کہ مال ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ در اصل ہلاکت کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔ ایسے لوگوں کو جو مال تالوں میں بند پڑا ہے اس کے تحفظ کا بھی کبھی یقین نہیں ہوتا۔ ہر وقت ایک غم میں گھلتے چلے جاتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ پاکستان کے ایک کروڑ پتی تاجر کا واقعہ بیان کیا تھا۔ ان کے ایک احمدی رشتہ دار تھے جو ایک وقت ایک بڑی دعوت میں جو انہوں نے کی تھی جس میں تمام پاکستان کی معزز ہستیاں شامل تھیں اس دعوت میں ان رونقوں کو دیکھ کر اس سے مرعوب ہو کر اس نے اپنے عزیز سے سوال کیا کہ تمہارا تو مزے ہیں ہی مزے ہیں تمہیں تو سب کچھ حاصل ہو گیا ہے۔ اچانک اس کی کیفیت بدل گئی۔ منہ بڑا مشکل ہو گیا۔ کہتے ہیں اس نے بٹنوں کو کھولا بھی نہیں لیکن پھاڑ کے چھاتی کو یہاں جھانک کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ تمہیں تو یہ تسلی ہے۔ تو بعض دفعہ آپ دیکھ رہے ہیں بظاہر کہ ان کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن یہ جو فرشتوں کی دعا ہے یہ کام ضرور کرتی ہے۔ ان کی اولادیں بسا اوقات انہی پیسوں سے برباد ہو جاتی ہیں جو ان کو ورثوں میں ملتے ہیں۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر بھی ان کی تجارتیں اچانک ایک ایسے موڑ پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر واپسی ممکن نہیں رہتی۔ ہزار قسم کی بلائیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔ تو آپ اپنی آنکھ سے دیکھ کر کسی کے سکون اور اس کے اطمینان کا فیصلہ نہ کیا کریں۔

> **اللہ کے بزرگ بندے خصوصاً انبیاء جو ہیں وہ سب سے بالا ہوتے ہیں وہ اپنی قربانی کی سب سے زیادہ قیمت وصول کرنے والے ہیں کیونکہ ان کی ہر چیز "تجارۃ لن تبور" کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔**

قرآن کریم نے جو مضامین بیان فرمائے ہیں بہت گہرے ہیں اور سچے ہیں۔ امیر آدمی کو کوئی چین نہیں اگر انفاق نہیں کرتا۔ انفاق ہی میں سکون ہے۔ انفاق میں بظاہر انسان مال ہلاک کر رہا ہے لیکن اس کی اتنی قیمت وصول نہیں کرتا کہ اس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ قیمت وصول کرنے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ فوراً اللہ تعالیٰ ادھر ایک ہاتھ سے کوئی دے اور دوسرے ہاتھ سے بہت زیادہ اس کو لوٹا دے۔ ایسا بھی ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے مگر ان لوگوں کے لئے یہ تسکین بخش ہے جن کی نیت یہ ہو تی ہے۔ نیت ایک نیک کام پر خرچ ہے۔ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ ہے۔ ایسا خرچ جو ہے وہ جو تسکین بخشتا ہے وہ دنیا کا کوئی اور خرچ نہیں بخش سکتا۔ آپ بعض دفعہ کسی ایک غریب کو روٹی کھلا کر جو حاجت مند ہو اور آپ کی آزمائش ہو آپ نہ بھی کھلا سکتے ہوں اپنا حق چھوڑ کر اس کو کھلا رہے ہوں چھوٹا سا ایک واقعہ گزر جائے آپ کی ساری زندگی کا سرمایہ بن جائے گا۔ موت کے کنارے پر بھی جب آپ سوچیں گے کہ شاید میرے لئے کوئی چیز نجات کا موجب بن جائے تو یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ابھر کے آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائے گا کہ اور تو میں کچھ نہیں کر سکا شاید یہی چیز مجھے ہلاکت سے بچا لے اور اللہ کے نزدیک میں قابل بخشش ٹھہروں۔ تو نیکیوں کا اجر ضروری نہیں کہ جسمانی طور پر دکھائی دے یا مادی رنگ میں عطا ہو۔ وہ اجر وہیں ملنا شروع ہو جاتا ہے جہاں نیکی نے عمل دکھایا ہو اور باقی اجر مٹ جاتے ہیں کہانیاں بن جاتے ہیں یا ایک ہاتھ سے آئے دوسرے ہاتھ سے نکل گئے۔ لیکن نیکیوں کے اجر مستقل نہ مٹنے والی تجارت بن کر ساتھ رہتے ہیں۔ ایک یہ بھی معنی ہے "لن تبور" نیکیوں کے مزے، ان کی لذتیں، ان کی تسکینیں وہ جو طمانیت بخش جاتی ہیں وہ نہ ختم ہونے والی ہیں اور جن کو اس کی عادت ہو، جن کی ساری زندگی اسی میں کٹی ہو، ان کی تو موجیں ہی موجیں ہیں، دشمن سمجھتا ہے کہ بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں اللہ کے انبیاء اتنے پیارے دیکھو کتنے دکھ دیئے جا رہے ہیں۔ مگر جن کے ہاں صبح سے شام تک خیرات بٹتی ہو ان کی تسکین کا کوئی دوسرا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ وہ تجارت ہے جس کے متعلق فرشتے دعائیں دیتے ہیں کہ اے اللہ ان کے مال کو بڑھاتا چلا جا، ان کی تسکین کو بڑھاتا چلا جا اور غلام عطا کر دے ان کو جو ان جیسے ہی بننا شروع ہو جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق سب سے زیادہ یہ دعائیں لگی ہیں فرشتوں کی۔ دیکھو کیسے آپ نے خرچ کرنے والے پیدا کئے ہیں اور ایسے خرچ کرنے والے جو رضاء الٰہی کے سوا کسی اور طرف مال کی خاطر کبھی آنکھ اٹھا کے دیکھتے ہی نہیں تھے، نظر بھی نہیں کرتے تھے اس طرف۔ "محمد رسول اللّٰہ والذین معہ" ان کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے "یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا" ان کو پھر دنیا کمانے کی کوئی غرض نہیں رہتی۔ دنیا بھی کماتے ہیں تو اللہ ہی سے کماتے ہیں۔ فضل بھی اسی سے چاہتے ہیں یعنی اموال۔ دنیا کے اموال کے لئے رحمت کے مقابل پر فضل کی اصطلاح زیادہ استعمال ہوتی ہے قرآن کریم میں "یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا" اور فضل کماتے ہیں تو رضوان بھی کما جاتے ہیں۔ ایک یہ بھی معنی ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ فضل کی الگ دعا کر رہے ہیں رضوان کی الگ۔ وہ جن کا مال خدا کی راہ میں خرچ ہوتا ہے ان کا فضل کمانا رضوان کمانا ہی بن جاتا ہے۔ جتنا بھی خدا ان کو زیادہ دیتا ہے گویا رضوان زیادہ دے رہا ہے۔ کیونکہ ان کے مال کا ہر حصہ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ ہو رہا ہوتا ہے۔ تو سمجھ سے باہر جانے کا تو زندگی ہی کوئی نہیں۔ اس کا ایک اور نقشہ خدا کی راہ میں سخی یا دنیا میں بخی جو ہیں اور کنجوس اس کے مقابل پر جو اس کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نقشہ کھینچا ہے۔ میں وہ بتاتا ہوں آپ کو۔ ابھی آ گئے وہ آنے لگا مضمون جو اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ سر دست میں آپ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت سناتا ہوں جو بخاری کتاب الزکوٰۃ سے لی گئی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ اگر رشک کرنا ہے تو دو شخصوں پر کرو۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔

دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ ۔ دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، ان کی تربیت کرتا ہے ۔

وہ جو پہلا مضمون میں نے قرآن کی آیت کے حوالے سے بیان کیا تھا اس کی تصدیق یہ حدیث کر رہی ہے کہ وہ لوگ جو دنیا کا خرچ نہیں پاتے اپنے پاس خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے، ان کی توجہ پھر دانائی کی باتیں پھیلانا، برائیوں کو دور کر کے نیکیاں پیدا کرنا ان امور کی طرف بٹ جاتی ہے ۔ جس طرح بعض دفعہ لوگ بینائی سے محروم ہوں تو حافظہ تیز ہو جاتا ہے، کچھ نہ کچھ انسان ردعمل ضرور دکھاتا ہے ۔ تو ان لوگوں کا نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اسی رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ خدا کے بندے دو قسم کے ہیں جن کے پاس کچھ نہ ہو وہ دانائی خرچ کریں گے پھر۔ جو بھی اللہ نے حکمت عطا کی ہے اس کو راہ خدا میں قربان کرتے پھریں گے ۔ تو یہ دونوں بندے ہیں جن پر رشک کرنا چاہیئے ۔

"مما رزقنا ھم" کی تفسیر خود بخود ظاہر ہو گئی اس سے کہ رزقنا ھم" کے دو پہلو ہیں ۔ ایک دنیاوی فوائد، نظر آنے والے فوائد، ایک وہ فوائد جو صلاحیتوں کے طور پہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے ۔

ترمذی باب فضل النفقۃ سے حضرت خریم بن فاتک کی روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلے سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے ۔

اب یہاں جو لفظ سات سو ہے اس کی وضاحت کی خاطر میں نے آج آپ کے سامنے یہ حدیث پڑھی ہے ۔ احادیث جمع کرنے کے ادوار میں بعض ادوار ایسے آئے ہیں جن میں اعداد و شمار پر بہت زور ملتا ہے ۔ اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسی ساری حدیثیں اس طرح قابل اعتماد نہیں جس طرح اول دور کی حدیثیں ہیں ۔ ان میں لامتناہی اجر کی باتیں ملتی ہیں یا وہ لفظ ملتے ہیں جو اعداد کو ظاہر کرنے کے لئے جو عربی میں دراصل لامتناہی مضمون کو بیان کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں ۔ سات دفعہ، ستر دفعہ یہ وہ مضمون ہیں جو عربی زبان میں لامتناہی کے معنے ہی رکھتے ہیں ۔ سورہ فاتحہ بھی ایک لامتناہی کتاب ہے اس لئے اس کی آیتیں بھی سات ہی رکھی گئی ہیں ۔ مگر بعض حدیثیں اعداد و شمار کو اس طرح اہمیت دیتی ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مزاج کے خلاف دکھائی دیتا ہے اس لئے یا تو ان کا معنی سمجھنے میں سننے والے نے غلطی کی ہے یا پھر وہ بعد میں وضع کی گئی ہونگی ۔ مگر یہ حدیث جو میں نے لی ہے یہ ترمذی کی ہے یہ اس بعد کے دور کی نہیں ہے ۔ اس لئے اس کے معنے پر غور کرنا ہوگا ۔ میں نے ضمناً آپ کو تنبیہہ کی ہے کہ جو اعداد و شمار والی حدیثیں ہیں وہ بعض دفعہ ایسے حیرت انگیز مضامین بیان کرتی ہیں جو دینی حدیث کے مضامین سے براہ راست متصادم ہو جاتے ہیں اور قرآن کریم سے بارہا متصادم ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے ہمیشہ اعداد کے مضمون کو ٹھہر کر غور کر کے دیکھیں یہ معلوم کریں کس کتاب میں سے ہے، کس دور کی حدیث ہے اور پھر مضمون سمجھنے کی کوشش کریں ۔ ورنہ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک بات اگر خدا کی خاطر یوں کر دے تو اسے ستر حفاظ قرآن کے برابر ثواب ہوگا ۔ اب بتائیے ایک آدمی ایک حرکت کرتا ہے ستر حفاظ قرآن اور پھر آتا ہے بعض دفعہ کہ ستر یا زائد ساری عمر عبادت کرنے والوں کے برابر اس کو ثواب ہو جائے گا ۔

اب اگر یہ مضمون اس طرح اعداد میں سمجھا جائے تو سارا نظام جزا و سزا درہم برہم ہو جاتا ہے اور قرآن کریم کی آیات سے اس قسم کی احادیث متصادم دکھائی دیتی ہیں ۔ اس لئے یا تو کوئی ایسا معنی بہت

امیر آدمی کو کوئی چین نہیں اگر وہ انفاق نہیں کرتا۔
انفاق ہی میں سکون ہے

گہرا غوطہ کر کے نکالنا پڑے گا جو باقی مضامین سے متصادم نہ ہو یا پھر یہ سمجھیں کہ اس دور کی پیداوار ہے جب عادت تھی لوگوں کو کئی قسم کے مبالغے کرنے کی اور نیکیوں میں بھی مبالغے کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے مگر یہاں جو میں عرض کر رہا ہوں میرے نزدیک چونکہ ترمذی کی حدیث ہے پہلے دور کی حدیث ہے اس لئے ہم اس بناء پر اس کو رد نہیں کر سکتے کہ فرضی بات ہے ۔ سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے یہ دراصل ثواب کا لفظ جو ہے یہ مطلب اس کا نہیں، میں یہ نہیں سمجھتا کہ ایک روپیہ خرچ کیا ہے تو سات سو روپے مل گئے یہ معنے غلط ہیں ۔ ایک روپے کے خرچ میں بعض دفعہ دنیا میں اگر کوئی معقول خرچ کرتا ہے تو ایک لاکھ بھی مل جایا کرتے ہیں ۔ حکمت سے کیا ہوا خرچ دنیا میں ہی بہت زیادہ فائدے پہنچا دیا کرتا ہے ۔ تو سات سو گنا کی نسبت اس روپے سے نہیں ہے جو خرچ کیا گیا ہے ۔ سات سو گنا کی نسبت اس ثواب سے ہے جو انسان اپنی کوششوں سے حاصل کرتا ہے ۔ اپنی کوششوں سے جو تم کما کر بہت ہی زیادہ فائدے اٹھا جاتے ہو اپنی طرف سے ۔ بعض دفعہ لاٹری ڈالی ہے تو ایک پونڈ کے بدلے ایک ملین مل گیا ۔ خدا کی خاطر جو تم روپیہ پھینکو گے اپنی طرف سے تمہارے بہترین اجر کے مقابل پہ وہ سات سو گنا زیادہ ہوگا ۔ یہ مضمون اگر سمجھیں تو یہ دل کو تسکین بخشتا ہے ۔ ورنہ سات سو کا حساب کر کے اللہ دے تو وہ غریب جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں دو دو آنے خرچ کئے تھے اور ان کا ذکر خیر آپ کی کتابوں میں ہمیشہ کے لئے جاری ہو گیا ۔ اس حدیث کو اگر ان معنوں میں سمجھیں جو عام طور پر لوگ بناتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ چودہ سو آنے مل گئے ۔ وہ چودہ سو آنے کیا چیز، ان کی حیثیت کیا، مگر بعض دفعہ

اس لئے جماعت ان آیات کی روشنی میں مالی قربانیوں میں بھی بڑھے اور یہ عرض کرے اللہ سے کہ "الدار" تو تو نے دینا ہی دینا ہے مگر اس دنیا میں بھی جو وعدے کئے ہیں جلد بڑھانے کے وہ دے ۔ کیونکہ ہمیں تیری خاطر تیری رضا کمانے کے لئے، اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے بکثرت روپوں کی ضرورت ہے ۔ ہم نے کسی اور سے نہیں مانگنا، تیرے در پہ جھکنا ہے

ایک تاجر کو دو آنے خرچ کرتا ہے اور اس سے بے حد فیض پا جاتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے بعد خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں مگر ایسے دوست جو مخلص بھی تھے ۔ مانتے تھے

تھے ہم ان کو۔ وہ عالم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے یہ عرض کیا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں مجھے کچھ دیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو میں دو آنے دوں گا لیکن ایک وعدہ کرنا پڑے گا۔ میں تمہیں ایک تجارت بتاتا ہوں وہ شروع کرو اور دو آنے تمہارا سرمایہ ہیں۔ یہ نہیں کھانا کبھی جو پیٹ بھرنا ہے منافع سے بھرو اور کوشش کرو کہ یہ سرمایہ بڑھتا رہے۔ تو انہوں نے چھابڑی بنائی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ دو آنے کے چنے لئے اس میں سے شاید پیسہ بچا کے نمک مرچ خریدے، کوئی املی خریدی اور وہ چھابڑی لگائی۔ اور اس چھابڑی سے وہ صاحب جائیداد بن گئے اور انہوں نے چھابڑی نہیں چھوڑی۔ جب ہم وہاں سکولوں میں پڑھا کرتے تھے تو ماسٹے کے چنے کا اتنا شوق تھا کہ جو پیسے کبھی بچتے تھے گھر سے وہ وہاں آتے جاتے ماسٹے کے چنے کھایا کرتے تھے۔ سادہ سے چنے تھے، بیچ میں آلو بھی ڈالے ہوتے تھے تھوڑے سے۔ مگر جو ان کا مزہ تھا وہ مزہ ہی اور تھا، اس میں دعائیں بھی شامل تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے جس دعا کے ساتھ وہ دو آنے دئے تھے اس میں دیکھیں کتنی برکت پڑی۔ صاحب جائیداد ہو گئے اور ان کی اولاد سب دنیا میں پھیلی پڑی ہے۔ ابھی ربوہ سے بھی ایک ان کے بیٹے ملنے کے لئے آئے تھے یا ان کے پوتے عبد الرحمان صاحب جو ان کے بیٹے تھے وہ ٹانگے والے بن گئے تھے۔ ان کے بچے ملنے آئے۔ سارے خوش حال ہیں، اپنے خرچ سے یہاں آئے۔ اپنے خرچ سے جلسہ کی خاطر آئے جلسہ دیکھ کر واپس چلے گئے کوئی اور تمنا نہیں تھی تو یہ دو آنے کی برکت ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ سات سو گنا سے مراد یہ ہے کہ تم نے جو دو آنے استعمال کئے حکمت کے ساتھ دنیا کے قوانین کو جو خدا نے جاری کئے ہیں ان کو بہترین استعمال میں لاتے ہوئے اتنی برکتیں مل گئیں۔ مگر اللہ جو برکتیں ڈالے گا وہ ان ساری برکتوں کی انتہا سے سات سو گنا زیادہ ہوگی۔ یہ دیکھیں تو وہ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے چندے کے دو آنے کی سمجھ آجاتی ہے۔ وہ اس تجارت سے بڑھے ہوئے مال کے مقابل پر واقعی سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اور جہاں بھی سات سو گنا یا آٹھ سو گنا کی بات ہو وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن کریم نے جب گنا کی بات کی ہے تو وہی دراصل مثال، اصل مثال ہے جس سے آگے مثالیں بننی چاہئیں۔

وہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بعض تمہارے انفاق ایسے ہیں جیسے ایک بیج ڈالو اس میں سے سات کونپلیں نکلیں۔ ہر بیں یا بیاں ہوں جو سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) دانے رکھتی ہوں تو یہ سات سو گنا زیادہ بن جاتا ہے۔ سات کونپلوں پر جو بالی ہو ہر بالی میں سو دانے ہوں تو سات سو گنا بن جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ جس کے لئے چاہتا ہے زیادہ بڑھا دیا کرتا ہے۔ یہیں نہ ٹھہر جانا۔ تو ایک ذریعہ اس حدیث کو سمجھنے کا یہ بھی ہے کہ سات سو کا جو ذکر ہے۔ ایک ابتدائی تمثیل کے طور پر ہے۔ اتنا تو تمہیں دے ہی دے گا نا اور وہ بھی بہت ہوتا ہے۔ ایک بیج ڈالے آدمی اس سے سات سو بیج بن جائیں یعنی ایک من پہ سات سو من گندم نکلے تو بہت بڑی جزا ہے۔ لیکن فرماتا ہے کہ "یضاعف لمن یشاء" مضمون یہ ہے کہ یہاں ٹھہر نہ جانا اس کا لا متناہی قانون بڑھاتے رہنے کا بھی ایک جاری و ساری ہے۔ وہ پھر جتنا چاہے دیتا چلا جائے گا اور اس کا تعلق نیت کے خلوص سے ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نماز کی مثال دیتے ہوئے فرمایا تھا اس کو عام نمازوں کی طرح نہ سمجھنا۔ اس کی ایک نماز تمہاری کتنی نمازوں پر زیادہ حاوی ہے۔ تو پھر نیت کا مضمون بیچ میں داخل ہو جاتا ہے۔

کچھ اور باتیں بھی اس ضمن میں بیان کرنے والی تھیں مگر میں انشاء اللہ پھر یہ باتیں کروں گا۔ وقت ہو گیا ہے۔ ایک اعلان کرنا تھا جو باقی رہ گیا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا آٹھواں سالانہ اجتماع شروع ہونے والا ہے ۱۸ اگست سے شروع ہو رہا ہے تین دن جاری رہے گا۔ انہوں نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا ہے اور دعائی درخواست کی ہے۔

صرف یہ کہہ کر اب میں بات ختم کرتا ہوں کہ ہم جس دور میں داخل ہو گئے ہیں وہاں ہمیں اب جلد جلد ان احادیث کے، ان قرآنی مضامین کے پورا ہونے کا اس دنیا میں انتظار رہے گا اور بار بار رہے گا۔ کیونکہ جس تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے اس تیزی سے مالی تقاضے بھی بڑھ رہے ہیں۔ آغاز میں یہ جو نئے آنے والے ہیں یہ جتنی قربانی دے سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ خرچ چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے تالیف قلب کے تعلق میں ان تقاضوں کو بیان فرمایا ہے۔ پھر ان کی تربیت کے لئے جو نظام بنانا ہے، جس قدر مربی چاہئیں، جس قدر سکولز ہاسپٹلز اور اس قسم کی چیزیں ہمیں چاہئیں ان پر ابتدا میں ہمیں سرمائے کی ضرورت ہے۔ اب ٹیلی ویژن کے ذریعے بھی ان کے ہاں نئی نئی قوموں میں، نئی نئی جگہوں پر ٹیلی ویژن کے انٹینا نصب کرنے ہیں۔ پھر وقت کے تقاضے ہیں کہ اور زیادہ وقت بڑھایا جائے۔ اب میں کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ یہ جو افریقہ اور پاکستان وغیرہ میں بھی، یورپ میں بھی جو وقت اس وقت میسر ہے اس سے کئی گنا زیادہ وقت حاصل کر لیا جائے۔ کیونکہ اب ہمارے اندر اس وقت کے اندر سمٹ کر رہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ انسان بڑا ہو تو کپڑے بڑے کرنے پڑتے ہیں اور بچے زیادہ ہوں تو گھر بڑے کرنے پڑتے ہیں۔ تو جماعت احمدیہ اس دور میں داخل ہو رہی ہے جہاں اتنی تیزی سے بدن بڑھ رہے ہیں کہ کل کے کپڑے چھوٹے دکھائی دینے لگے ہیں، کل کا گھر بالکل معمولی سا ہو گیا ہے۔ اس لئے جماعت ان آیات کی روشنی میں مالی قربانیوں میں بھی بڑھے اور یہ عرض کرے اللہ سے کہ "الدار" تو تو نے دینا ہی دینا ہے مگر اس دنیا میں بھی جو وعدے کئے ہیں جلد بڑھانے کے وہ دے۔ کیونکہ ہمیں تیری خاطر تیری رضا کمانے کے لئے، اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے بکثرت روپوں کی ضرورت ہے۔ ہم نے کسی اور سے نہیں مانگنا، تیرے در پہ جھکنا ہے۔ محمد رسول اللہ کے وہ ساتھی بن کے دکھانا ہے کہ "یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا" وہ اللہ ہی سے فضل چاہتے ہیں اور ہر فضل جو ان کو عطا ہوتا ہے وہ اللہ کی رضوان بن جاتا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۱

اس گھر میں روکھی سوکھی کھا کر بھی گزارہ کر لیتی ہے جہاں اس کا اپنا راج ہو اور وہ ہر وقت کسی اور کی خوردبین نظروں تلے زندہ نہ رہ رہی ہو جہاں اس کی ہر حرکت کا جائزہ بلکہ تنقیدانہ جائزہ لیا جا رہا ہو۔ جہاں بھی مالی لحاظ سے یہ ممکن نہ ہو وہاں خاوند بہت حد تک اس مخاصمانہ ماحول کو نرم کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتا ہے جہاں تک یہ خیال ہے کہ اس طرح لڑکا والدین کی خدمت نہیں کر سکتا بچگانہ ہے۔ لڑکے اپنا علیحدہ گھر ہوتے ہوئے بھی والدین کی خدمت کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں اغلباً اس کی بیوی بھی اپنے سسرال کی زیادہ خدمت کرتی ہے ہاں اگر والدین ضعیفی کی حدوں کو چھو رہے ہوں اور اکیلے ہوں یا والدہ اکیلی رہ گئی ہو تو پھر بیٹے پر ان کی خدمت کی بہت بھاری ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے اور مجھے امید ہے کہ ایسی حالت میں بہو بھی اپنے لئے جنت حاصل کرنے کے موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دے گی۔

[illegible]

جہیز کو گلے کا پھندہ مت بنائیے

از مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ایم۔اے

خدا معلوم جب پہلی مرتبہ چھری ایجاد ہوئی تو اس کا مصرف سبزیاں کاٹنا تھا یا انسانوں کا گلا۔ لیکن جب سے انسان نے اسے اپنے ہی بھائی بند کے سینے میں اتار کر اسے قتل کر دیا اس مفید اور کار آمد چیز کا استعمال دونوں مقاصد کے لئے ہونے لگا ہے شرفاء اس سے سبزیاں کاٹنے اور دیگر مفید کاموں میں لاتے ہیں جب کہ بعض بھیڑیئے نما انسان اسی سے دوسروں کی جان لیتے ہیں کچھ یہی حال آج کل جہیز جیسی عمدہ اور مفید رسم کا ہونے لگا ہے چند روز ہوئے میری ایک عزیزہ نے مجھ سے ذکر کیا کہ ان کی ایک سہیلی نے خواہش کی ہے کہ میں جہیز پر بھی ایک مضمون لکھوں۔ پہلے تو مجھے سمجھ نہ آیا کہ جہیز کون سا ایسا موضوع ہے کہ جس پر قلم اٹھایا جائے کم از کم ہماری جماعت کے دوستوں کو اس میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے یہ تو ان پڑھ گنوار لوگوں کے مسائل میں سے ہوگا ہم جیسی باشعور پڑھی لکھی جماعت کے لئے نہیں تو پوچھنے پر کھینہ ٹیر پر کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہماری جماعت میں بھی ایک ایسا طبقہ ہے جو کہ لڑکی والوں سے باقاعدہ جہیز کا مطالبہ کرتا ہے حتی کہ لسٹ تک بھجوائی جاتی ہے کہ جہیز میں یہ یہ چیزیں ہونی چاہئیں اور اگر کوئی بہو جہیز نہ لائے۔ یعنی لڑکے والوں کی مرضی کا جہیز نہ لائے۔ تو لڑکی کی ساس اور نندیں اسے طعنے دے دے کر اس بیچاری کی زندگی جہنم بنا دیتے ہیں! میں تو یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اور میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ ہماری جیسی باشعور جماعت میں بھی بعض لوگ ایسی کمینی حرکت کے مرتکب ہو سکتے ہیں میں تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایک نوجوان اتنا بھی گر سکتا ہے کہ وہ زندگی کا آغاز ہی بیوی کے لائے ہوئے جہیز سے شروع کرنا چاہے اس کی مردانہ غیرت کہاں ڈوب مری تھی کہ وہ ایسا سوچ بھی سکے

دراصل جہیز ماں باپ کی طرف سے اپنی بیٹی کے لئے رخصتی کا ایک تحفہ ہوتا ہے جس طرح کشتی کو کنارے سے ہلکا سا دھکا دیا جاتا ہے کہ پتوار چلانے والے کو آسانی ہو جائے اور کشتی آسانی سے منزل پر رواں ہو سکے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ کشتی بھی لڑکی کے ماں باپ مہیا کریں اور اس کے بادبان بھی یا چلانے کے لئے موٹر اور دولہا میاں صرف دریا کا نظارہ کرنے کے لئے بیٹھے رہیں۔ ایسے ظالمانہ جہیز کا دستور ہندوؤں میں تو سنا تھا کہ والدین لڑکی کے ہاتھ پیلے کرنے کی خاطر بعض دفعہ اپنا سب کچھ بیچ دیتے ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ یہ سفر جو پیار اور محبت کا سفر ہوتا ہے کبھی کامیاب ہو سکے جبکہ اس کی ابتدا ہی حرص اور لالچ جیسے مکروہ جذبہ سے کی جائے مالی فائدہ کی خاطر شادی جیسے مقدس رشتہ پر کیوں بٹہ لگاتے ہیں یہ تو ہمارے نوجوانوں پر بہت بڑا حرف ہے۔ خدا معلوم ان کی مردانیت، معلوم نہیں مردانیت اردو کا لفظ ہے بھی یا نہیں لیکن نسوانیت کے مقابلہ میں یہی لفظ ٹھیک بیٹھتا ہے۔ اگر یہ لفظ لغت میں نہیں تو نیا لفظ تراشنے میں کیا قباحت ہے۔ نے کس مقام پر دم توڑ دیا ہے کہ وہ مانگے تانگے پر فخر کرنے لگیں۔ ایسے نوجوان تو شروع سے ہی نفسیاتی طور پر "زن مرید" ہو جانے چاہئیں کہ جن کے بازوؤں میں اتنا بھی دم خم نہ ہو کہ وہ زندگی اپنے زور بازو سے شروع کر سکیں۔ یہ صورت تو کسی لحاظ سے بھی جائے فخر نہیں۔

ایسے نوجوانوں کی جو جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں اپنی بہنیں بھی ہوں گی۔ ایک نہیں شائد کئی ہوں کیا آپ گوارہ کریں گے کہ خدانخواستہ آپکی بہنوں کا بھی اسی طرح "سودا" کیا جائے اور آپ کے بوڑھے والدین کو محض جہیز کے غیر معقول اور غیر اخلاقی مطالبوں کی وجہ سے یا تو انہیں گھر بٹھائے رکھنا پڑے یا پھر ایسے مطالبوں کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹ جائے۔ جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے کیونکر پسند کرتے ہیں۔ آگے چل کر (اللہ تعالےٰ نے چاہا تو) آپ کی اپنی اولاد بھی ہو گی کیا آپ ان کے لئے بھی یہی "بازار" لگائیں گے زمانہ کی کروٹ بدلنے کا کسی کو کیا علم ممکن ہے کہ اگر آپ آج کھاتے پیتے ہوں تو عمر کے آخری حصہ میں جب آپ پر بھی لڑکیوں کی شادی کا بوجھ آن پڑے گیا تو اس وقت آپ کی مالی حالت کیسی ہو گی خدانخواستہ خراب ہوئی تو پھر آپ یہ بوجھ کس طرح اتاریں گے؟ پھر آپ کو یہ بھی خیال آنا چاہیئے کہ ہمارے معاشرہ میں بیوگان بھی ہوتی ہیں جو خدا معلوم کن کن مصائب کو جھیلتے ہوئے اپنی بیٹیوں کو لکھا پڑھا کر بڑے ارمانوں سے پروان چڑھاتی ہیں۔ جب ان کی شادی کا وقت آتا ہے تو برسوں کی کوڑی کوڑی جمع کی ہوئی رقم جو جوان کے بڑھاپے کی واحد سہارا ہوتی ہے تو اس پر بھی دانت جمائے چند بھیڑیئے کھڑے نظر آتے ہیں کہ اتنا جہیز دو گی تو تمہاری بیٹی کی ڈولی اٹھے گی۔ اس وقت آسمان کیوں پھٹ نہیں پڑتا اور زمین کیوں شق نہیں ہو جاتی۔

نکاح کے موقع پر جو خطبہ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ قول سدید اختیار کرو۔ کوئی معاہدہ اور شادی انسان کی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم معاہدہ ہوتا ہے جہاں ایک دوسرے سے پیار اور محبت سے ساری زندگی نبھانے کا عہد کیا جاتا ہے اس میں شروع سے ہی اگر عمارت کی بنیاد ہی ٹیڑھی اٹھائی گئی تو باقی کیا رہ گیا۔ معاشرہ پھر کس طرح یہ امید لگائے بیٹھا رہتا ہے کہ ایسی بنیاد پر اٹھائی گئی عمارت خوبصورت متناسب اور مضبوط بھی ہوگی۔ اس میں کوئی کجی اور رخنہ نہ ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ایسا مطالبہ لڑکے کی طرف سے ہوتا ہے اور ان کی پس پشت ماں باپ یا بہنیں نہیں ہوتیں تو ایسی شادی کبھی ایک سکھی اور خوبصورت گھرانہ کو جنم نہیں دے سکتی۔

عورت کے لئے ساری عمر گلے پڑا ڈھول بجانے کی بات رہ جاتی ہے۔ ٹھیک ہے بچے بھی ہوتے ہیں بچے پیدا ہونا ہرگز پیار کی کسوٹی نہیں، دو جسموں کے ملاپ کی تو ہو سکتی ہے ضروری نہیں دو روحوں کے اتحاد کی بھی ہو۔ بیوی بھی دوسروں سے ملتے وقت مسکرا بھی لیتی ہوگی لیکن اگر آپ کہیں کہ اس گھر میں بیوی تاج پہنے حقیقت میں خوش و خرم نظر آتی ہے تو مجھے یقین نہیں آئے گا یا پھر آپ کا حقیقی خوشی کا معیار مختلف ہوگا والدین نے تو ان کلیوں کو اپنے خون کی بوند بوند سے سینچا ہوتا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ انکو توفیق ہو تو وہ انہیں سب کچھ مہیا نہ کر دیں جس کی انہیں ضرورت ہو۔ اور پھر والدین تو ساری زندگی اپنی بیٹیوں کو کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں۔ ایک غریب ماں جو بیٹی کو بگھار لگا کر دال بھی بھجواتی ہے اس میں نہ معلوم کتنے ارمان پنہاں ہوتے ہیں۔ قدر کرنے والے اسے بھی مرغ و ماہی سے بڑھ کر بہتر سمجھتے اور قدر کرتے ہیں۔

ایسی شادیاں جو جہیز کے مطالبہ سے شروع ہوتی ہیں وہ ناکامیوں اور بد مزگیوں کے بدبودار خمیر سے اٹھتی ہیں ساسوں کو چاہیئے کہ وہ آنے والی بہو کو اپنی ہی بیٹی سمجھیں اور اس سے ایسا سلوک کریں جیسا وہ چاہتی ہیں کہ ان کی اپنی بیٹیوں سے ہو۔ وہ کیوں بھول جاتی ہیں کہ ان کی بھی اپنی بیٹیاں ہیں اور آنے والی بہو کسی کے آنکھ کا تارا ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے بدن میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی نفس دوسرے نفس پر کسی رنگ میں بھی ظلم کرتا ہے تو پھر اسوقت تک موت نہیں آتی جبتک وہ بھی ایسے ہی دروازے سے نہ گزر لے۔ اسلئے خدارا خدا سے ڈریں اور وہ قدم نہ اٹھائیں کہ جب وہ آپکی اولاد سے کیا جائے تو آپکی نیندیں حرام ہو جائیں اللہ تعالےٰ اپنے خلاف کئے گئے گناہ بخش دیتا ہے مگر ایکدوسرے انسان پر ڈھائے گئے ظلم پر اسکی پکڑ شدید ہوتی ہے دوسری طرف بہو کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی ساس کو ماں کا درجہ دے آپ نئے گھر میں آئی ہیں اس گھر کے طور و طریق ممکن ہے کہ آپکے اپنے گھر سے مختلف ہوں اسلئے جہانتک ممکن ہو کوشش کریں کہ اپنے آپکو اسکے مطابق سمو دیں اسی میں آپکی بھلائی ہے۔

ہماری نئی نسل کو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ اب مشترکہ خاندان کا نظام دم توڑ رہا ہے ایسے جھگڑے بالعموم وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں ابھی تک مشترکہ خاندان کا رواج چل رہا ہے جہاں تک بھی ممکن ہو خاوند کو چاہیئے کہ وہ اپنی نئی بیاہی ہوئی دلہن کو اپنا گھر بنا کر دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کرائے پر لے کر دے کیونکہ یہ عورت کی فطرتی خواہش ہوتی ہے کہ اسکا اپنا گھر ہو۔ وہ

(باقی صفحہ پر)

بقیہ صفحہ نمبر ۲

اور ان کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمد للہ

یہ مجلس نو بج کر پینتالیس منٹ تک جاری رہی۔ پھر اجتماعی بیعت ہوئی جس میں ۱۴ مہمانوں نے حضور اقدس کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس طرح سے یہ بابرکت مجلس دعوت الی اللہ دو گھنٹے تک جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔ سوا دس بجے حضور نے اسی ہال کے ایک اور کمرے میں نماز مغرب و عشاء پڑھائیں جس کے بعد حضور میونخ شہر کے قریب المہدی مسجد بمقام (NEUFAHRN) تشریف لے گئے جہاں حضور نے رات قیام فرمایا۔

۱۳ ستمبر کی صبح احمدیہ مشن ہاؤس میونخ یعنی المہدی مسجد NEUFAHRN میں جشن کا سماں تھا۔ برلب سڑک واقع مشن ہاؤس کی عمارت ایک وسیع احاطے کے درمیان بنی ہوئی ہے۔ لان میں دو مارکیاں لگی ہوئی تھیں جن میں مستورات اور مردوں کے لئے انتظار گاہ اور کھانے کا انتظام موجود تھا۔ میونخ ریجن کے احباب جماعت یہاں پیارے آقا سے شرف ملاقات کے منتظر تھے حضور عمارت کے ایک کمرے میں دفتری امور کی سرانجام دہی کے ساتھ ساتھ احباب سے ملاقاتوں میں مصروف تھے اور یہ سلسلہ ایک بجے تک جاری رہا۔ ڈیڑھ بجے نماز ظہر و عصر حضور ایدہ اللہ نے پڑھائی۔ کھانے اور آرام کے بعد ساڑھے چار بجے سہ پہر حضور نے وزارت داخلہ صوبہ باویرن کے ایک اعلیٰ افسر GRUNWART سے ملاقات فرمائی جو غیر ملکیوں کے امور کے ذمہ دار ہیں۔ اس کے بعد حضور انور میونخ ریجن کی ایک اور اہم جماعت AUGSBURG کی ترتیب دی ہوئی تبلیغی نشست میں شرکت کے لئے روانہ ہو گئے۔ چھ بجکر پینتیس منٹ پر AUGSBURG کے ٹاؤن ہال میں ورود فرمایا تو احباب جماعت نے جذبہ محبت سے سرشار ہو کر استقبال کیا۔ دو بچیوں نے حضور کی خدمت میں پھول پیش کر کے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں حضور کچھ دیر کے لئے جنٹی ہال میں تشریف لے گئے تو یہاں کے BURGER MIESTER (میئر) نے حضور کا پرتپاک استقبال کیا اور بڑے احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر کچھ دیر تک اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم ہمیشہ مذہبی لیڈروں کا کھلے دل سے استقبال کرتے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا نہایت خوشی سے اظہار کیا کہ ہمارے شہر کی ایک عورت نے آپ کا مذہب قبول کیا ہے۔ انہوں نے آخر پر ایک مرتبہ پھر کہا کہ آپ کو خوش آمدید کہتے ہوئے دلی طور پر خوشی ہو رہی ہے انہوں نے حضور کی خدمت میں اپنے شہر کی ایک یادگاری شیلڈ پیش کی۔ حضور ایدہ اللہ نے اسے قبول فرماتے ہوئے اپنے جذبات تشکر کا اظہار فرمایا اور قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے جرمن ترجمہ کا ایک ایک نسخہ میئر موصوف کو پیش فرمایا۔

اس کے بعد پہلے سے یہاں پہنچے ہوئے ایک مقامی اخبار ALGEMAIN AUGSBURGER کے نمائندہ MR. KREIDEL نے موقعہ غنیمت جانا اور حضور سے انٹرویو شروع کر دیا MR. KREIDEL نے جرمنی کے حوالہ سے جماعت کی اہمیت بوسنیا میں جماعتی خدمات مسئلہ جہاد، عرب اسرائیل کشمکش اور پاکستان میں جماعت کی صورت حال کے بارے میں سوال کئے۔ جن کے حضور نے اختصار کے ساتھ بڑے واضح جوابات عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ بڑے ہال میں تشریف لائے جہاں پر موجود بوسنین اور البانین مہمانوں نے احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور سات بجکر پانچ منٹ پر اپنی نشست پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریب کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ محترم محمد زکریا خان صاحب فاضل نے تلاوت قرآن کریم کی اور البانین ترجمہ پیش کیا۔

اس تقریب میں البانین زبان کے لئے محترم محمد زکریا خان صاحب فاضل اور بوسنین زبان میں ترجمانی کے فرائض محترمہ آمینہ صاحبہ نے سرانجام دیئے تلاوت اور اس کے ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حاضرین مجلس کو سوال کرنے کی اجازت اور دعوت دی تو ایک دوست نے سوال کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ہم اسی پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی مزید کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے ختم نبوت کے مضمون پر روشنی ڈالی اور اس سوال کا پس منظر بیان فرمایا۔ حضور نے بتایا کہ ہمارے خلاف اس وقت پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ یہ جماعت آنحضور کو خاتم النبیین نہیں مانتی۔ یہ محض طور پر غلط ہے۔ حضور نے تفصیل سے امت مسلمہ کے حالات پر روشنی ڈالی اور حضور نے فرمایا کہ امت مسلمہ ۷۲ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے اور آپس میں شدید اختلافات رکھتی ہے مگر ہمارے خلاف متحد ہے۔ گویا سب ہمیں ۷۳ واں فرقہ قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کی قوم جو بوسنیا میں شدید مصائب برداشت کر رہی ہے اور خوفناک مظالم اس پر ڈھائے جا رہے ہیں یہ ملاں آپ کے پاس آپ کی مدد کے لئے نہیں آتے مگر اسی صورت میں جبکہ ہماری مخالفت کرنی ہو۔ حضور نے فرمایا ہم آپ کی اپنی توفیق کے مطابق خدمت کر رہے ہیں مگر آپ کو عقیدہ بدلنے پر کبھی مجبور نہیں کیا۔ ایک البانین دوست نے پوچھا کہ آنحضور کے بعد کونسا فرقہ سیدھے راستے پر ہے حضور نے اس دوست کے سوال پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ آنحضور نے بتا دیا تھا کہ جو میری سنت پر ہو گا اور وہ جماعت کی شکل میں ہو گا۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ آنحضور پر مظالم کئے جاتے رہے آپ کو اذان، نماز، مسجد اور حج کرنے سے روکا گیا۔ اور آج یہ سب کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ ایک بوسنین نے سوال کیا کہ احمدیوں کے خلیفہ لندن میں کیوں ہیں جبکہ سب جانتے ہیں وہ اسلام کے دشمن ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بچگانہ سوال ہے ہم انگلستان ان کی خاطر نہیں گئے۔ ہم وہاں پر تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک حق بات کا تعلق ہے تو آپ کو یاد کراتا ہوں کہ یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے حکومت انگلستان کی بوسنیا کے بارہ میں پالیسی کے خلاف آواز بلند کی اور اس کی MTA جو ساری دنیا میں دیکھا جانے والا جماعت احمدیہ کا ٹی وی ہے، پر اس کی کثرت کے ساتھ تشہیر کی گئی۔

حضور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ میں تمام عالم اسلام میں واحد مسلم لیڈر ہوں جس نے بوسنیا میں جہاد پر زور دیا اور اسے اسلامی جہاد کہا ہے۔

یہ تقریب ۹ بجے رات تک جاری رہی اس تقریب کے دوران اخبار احمدیہ کے نمائندہ نے یہ بات نوٹ کی کہ حضور کے جوابات سنتے ہوئے حاضرین پر اثر و جذب کی کیفیت نمایاں طور پر نظر آتی رہی اور دوران گفتگو ہی بڑے ادب اور احترام کے ساتھ کئی دوست اٹھ اٹھ کر ان اگلی کرسیوں پر آنے لگے جو تقریب بیعت کے لئے ترتیب دی گئی تھیں۔ چنانچہ حضور نے گفتگو کے اختتام پر ان احباب سے دستی بیعت لی جن میں چار البانین اور تئیس بوسنین شامل تھے۔

بیعت کے بعد حضور نے دعا کرائی پھر اسی عمارت کے ایک اور ہال میں نماز مغرب و عشاء با جماعت پڑھائی اور مقامی جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا کھانا تناول فرمانے کے فوراً بعد فرانکفورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضور رات ایک بجے واپس مسجد نور پہنچے۔ الحمد للہ (بشکریہ اخبار احمدیہ جرمنی اکتوبر ۹۵ء)

تصحیح

بدر ۲ نومبر ۱۹۹۵ء کے صفحہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جو ارشادات شائع ہوئے ہیں ان میں آیت کریمہ میں اَنْتَ بَشَرٌ کو .... کی بجائے اَنْتَ بَشِيْرٌ کو لکھا گیا ہے براہ کرم اسکی درستگی فرمالیں ادارہ بدر اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا بابرکت اعلان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۳ نومبر ۱۹۹۵ء بمقام مسجد فضل لندن

لندن (۳ نومبر ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النحل کی آیت ۷۶ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس آیت کی روشنی میں مالی قربانی کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں "عبداً مملوکا" سے مراد وہ شخص ہے جو مالی لحاظ سے خواہ کیسی ہی کشائش کیوں نہ رکھتا ہو مگر جس مال کا مالک ہے خود اسی کا غلام بھی ہے۔ جو دنیا کے دام میں پھنس چکا ہے اور اسے یہ توفیق ہی نہیں کہ کار خیر میں کچھ خرچ کر سکے یہ وہ غلامی ہے جو شیطان کی یا دنیا کے لالچ اور دنیا کے اموال کی غلامی ہے۔ اس کے برعکس جو اللہ کی غلامی میں ہوتا ہے وہ اللہ کے مزاج کو اختیار کرتے ہوئے اس کے رنگ سے رنگ پکڑ کر آگے سراً و جہراً خرچ کرتا ہے۔ جبکہ "مایا کو مایا ملے کر کر لمبے ہاتھ" رکھنے والا مزاج غریب سے بالکل مستغنی ہو جاتا ہے اور اسے غریب کی کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی۔

حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خدا کی طرف سفر شروع کرتے ہیں جتنا وہ خدا سے دور ہوتے ہیں اتنا ان کی ظاہری نیکیوں کا پلڑا مخفی نیکیوں کی نسبت زیادہ بھاری ہوتا ہے لیکن جوں جوں وہ خدا کے زیادہ قریب ہوتے جاتے ہیں ان کی مخفی نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہوتا جاتا ہے اور یہ سفر گویا یعنی اظہار سے ستر اور اخفاء کی طرف ہوتا ہے۔ وہ ستر کو فوقیت دیتے ہیں اور ان کا جہر اپنی ذات کو نمایاں کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسرے مومنوں میں قربانی کا جذبہ بڑھانے کے لئے ہوتا ہے۔ اسی لئے مالی قربانی کے موازنے پیش کئے جاتے ہیں حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر ہر شخص کو ہمیشہ یہ موازنہ ان مثالی تصویروں سے کرتے رہنا چاہیئے جن کی تفصیل قرآن کریم میں اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگیوں میں ملتی ہے اور یہ جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ کیا ہم زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ ان کے قریب تر ہو رہے ہیں یا ان سے دور ہٹ رہے ہیں۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے مالی قربانی کی روح کو اجاگر فرمایا اور بتایا کہ مالی نظام صرف جماعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے نہیں ہے یہ اس فرد کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے جو اس میں حصہ لیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آخر پر مختلف جماعتوں کا موازنہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تحریک جدید میں مالی قربانی پیش کرنے کے لحاظ سے اس سال جرمنی سب سے اوّل رہا ہے۔ دوسرے نمبر پر پاکستان ہے۔ امریکہ تیسرے نمبر پر ہے۔ اس کے بعد برطانیہ، کینیڈا اور دیگر بعض ممالک کا نمبر آتا ہے۔ حضور نے نو احمدیوں کو مالی قربانی کے نظام میں شامل کرنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ نے نئے آنے والوں سے کچھ کچھ مالی قربانی لینی شروع نہ کی تو ان کی تربیت کے آپ اہل نہیں رہیں گے اس لئے نئے آنے والوں کو ضرور شامل کریں۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مالی قربانی کی روح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ظاہر کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق بخشے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۰ تا ۱۶ نومبر ۱۹۹۵ء)

درخواست دُعا

- خاکسار کے بیٹے عزیزم پرویز احمد خان کا ۲۶ اکتوبر کو ٹانسلز کا اپریشن ہوا ہے۔ بچے کی مکمل شفایابی اور صحت کے لئے دُعا کی درخواست ہے
(ناصر احمد خان بمبئی)

- عاجزہ کے والد محترم مولوی سید فضل عمر صاحب آنکھی کے گھر پر ایک غنڈے نے حملہ کیا اور والد صاحب و بھائی سید فضل عظیم اور سید فضل مومن کو چاقو کے وار سے زخمی کر دیا۔ ان کی کامل و عاجل شفایابی اور عاجزہ کے شوہر نشاط احمد صاحب معلم وقف جدید راجستھان اور بھائی بہنوں کی صحت و تندرستی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(سیدہ امۃ الباسط عمر راجستھان)

طالب دُعا: محبوب عالم ابن حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS LEATHER
LADIES AND GENTS BAG JACKETS WALLETS
ECT
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

Star CHAPPALS
PHONE - 543105
WHOLLESELLERS OF HIGH QUALITY
LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN, 208001

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD
INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PHONE - 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072